بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

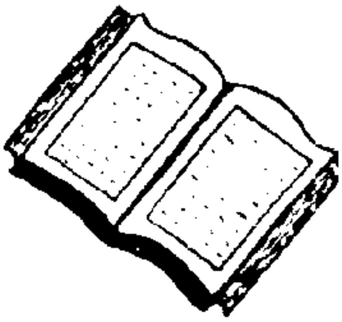

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ۶۹۲

الفرقان

یعنی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

اکتوبر ۱۹۷۵ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

سالانہ اشتراک

پاکستان	— دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک	— اڑھائی پونڈ
بیرونی ممالک بحری ڈاک	— سوا پونڈ
اس پرچہ کی قیمت	— ایک روپیہ

الاستفتاء إلى علماء العصر وفضلاء البلدان

يقول مؤسس الجماعة الأحمدية ميرزا أحمد المسيح الموعود ما نصه:

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا نہیں اصل

کس بنظر یار صدیقے نہ شد

تا بنظر غیر زندیقے نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

فون نمبر ۶۹۲

جلد ۲۵ ــــــــ شمارہ : ۱۰

شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

اِخاء ۱۳۵۴ ہش

اکتوبر ۱۹۷۵ء

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

مجلسِ تحریر

- صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ـــ ربوہ
- مولانا دوست محمد صاحب شاہد ـــ ربوہ
- خان بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن
16 Gresson Hall Road London S.W.18
- مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے جاپان
.P.O. Box 1482 P.O. TOKYO.

فہرست

الاستفتاء	حضرت الامام المہدیؑ کے قلم سے	ٹائیٹل صفحہ ب
عید الفطر کا عظیم دن اور اس کی شاندار برکات	ایڈیٹر	صفحہ ۲
مومنوں کے ابتلاؤں کی پانچ قسمیں	حضرت المصلح الموعودؓ	" ۴
اہم سوالات کے جوابات (قسط ۱)	ایڈیٹر	" ۵
نظریۂ ظہور مہدی کا اثر مومن خان مومن کے کلام پر	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	" ۹
مسجد احمدیہ راولپنڈی کے کوائف (افسر مجاز نے مسجد کی نیلامی کو غلط قرار دیدیا)	جناب مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی	" ۱۳
میں سوچتا ہوں ...... (نظم)	جناب مولوی نسیم سیفی صاحب	" ۱۵
مکتوب جاپان ۲	جناب مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے	" ۱۹
نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم)	جناب مولوی محمد عثمان صدیقی صاحب ایم اے	" ۲۱
خاتم الانبیاء ـ زندہ باد (نظم)	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقف زندگی	" ۲۳
محبتِ صالحین (نظم)	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے	" ۲۴
اسلام میں عورت کا مقام (مستشرقین کے اعتراضات کے جواب)	جناب ملک منظور احمد خان صاحب ساہیوال	" ۲۵
مسلمان کی تعریف	جناب مولوی محمد انیس الرحمٰن صاحب	" ۲۶
شعریات (نظم)	جناب میاں محمد سلیم صاحب سلیم شاہجہانپوری	" ۴۱
منظوم دعا	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقف زندگی	" ۴۲
شذرات	ایڈیٹر	" ۴۳
لا یجوز منع الاحمدیین من الحج	"	ٹائیٹل آخری صفحہ

اداریہ

عید الفطر کا عظیم دن

اور

اس کی شاندار برکات

رمضان المبارک کا فضلوں اور برکتوں والا مہینہ ختم ہو گیا۔ انتیس (۲۹) رمضان کو افقِ مغرب پر ہلالِ عید نمودار ہوا۔ عالمِ اسلام میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ بچے، بوڑھے اور جوان سب شاداں و فرحاں تھے۔

یکم شوال، عید الفطر کا دن، اسلام کا ایک عظیم دن ہے۔ اس دن علاقہ بھر کے مسلمان مرکزی مقام پر جمع ہو کر سجداتِ شکر بجا لاتے ہیں۔ اسلام میں اس عید کو درحقیقت نیکی کی طرف تبدیلی کا دن قرار دیا گیا ہے۔ مومنوں کو حکم ہے کہ نئے دھلے ہوئے اجلے کپڑے پہنیں، غسل کریں، تسبیح و تحمید کرتے رہیں۔ تکبیریں کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جس راستہ سے جائیں واپسی پر اسے تبدیل کر کے تکبیریں پڑھتے ہوئے دوسرے راستے سے گھر پہنچیں۔ عیدگاہ میں صرف دو رکعت نماز امام کی اقتدار میں ادا کریں۔ اس سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نہ پڑھیں۔ اس نماز کے لئے کوئی اذان نہیں، کوئی اقامت نہیں۔ نماز کی پہلی رکعت میں سات زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیریں ہوتی ہیں۔ عید کے موقع پر، جمعہ کے برعکس، نماز پہلے پڑھی جاتی ہے اور امام خطبہ بعد میں دیتا ہے۔ الغرض عید الفطر کی نوعیت ایسی ہے کہ اس میں ہر قدم پر مومن کو اپنے پہلے غلط طریق زندگی کو پوری طرح بدلنے اور پہلے اچھے طریق کو زیادہ بہتری میں تبدیل کرنے کی عملی تلقین موجود ہے۔

عید الفطر رمضان کے روزوں کے بعد آتی ہے۔ روزے رکھنے کی قربانی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ مومنوں کے لئے یہ عید عطا فرماتا ہے۔ اس میں یہ سبق ہے کہ عید کے حقدار وہی لوگ ہیں جو راہِ خدا میں قربانی کرتے ہیں۔ بغیر قربانی کے کوئی عید نہیں ہے۔

اسلام نے ہر مسرت اور خوشی کے موقعہ پر آستانۂ خداوندی پر مزید جھکنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ عید کے روز بھی پانچ نمازوں کے علاوہ دو رکعت مزید ادا کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس میں یہ ہدایت ہے کہ حقیقی اور دائمی خوشی

قربِ الٰہی پاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لاتے ہیں ہے

عید کا دن مومنوں کے لئے عظیم بشارت لاتا ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:—

"اذا کان یوم عیدھم یعنی یوم فطرھم باھیٰ بھم ملائکتہ فقال یا ملائکتی ماجزاء اجیر وفیٰ عملہ قالوا ربّنا جزاؤہ ان یوفی اجرہ قال ملائکتی عبیدی وامائی قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجون الی الدعاء وعزتی وجلالی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنّھم فیقول ارجعوا قد غفرت لکم وبدلت سیّاتکم حسنات قال فیرجعون مغفوراً لھم" (البیہقی)

کہ جب مسلمانوں کی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں بطور فخر ذکر فرماتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ کہ جو مزدور اپنا عمل پورا کر دے اس کا کیا بدلہ ہونا چاہیئے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پورا پورا اجر دیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فرشتو! میرے بندے اور میری بندیاں میرے فرض کردہ عمل (رمضان کے روزے) کو پورا کر کے اب عیدگاہ میں عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے حاضر ہو گئے ہیں۔ مجھے اپنی عظمت، اپنے جلال، اپنی بلند شان اور اعلیٰ مرتبہ کی قسم ہے کہ میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے اب اپنے گھروں کو لوٹو۔ چنانچہ وہ مغفرت حاصل کر کے واپس ہوتے ہیں۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس عید الفطر کو ایسی ہی بابرکت عید بنا دے!

اَللّٰھم آمین!

مرکز سلسلہ میں نعتیہ مشاعرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے مورخہ ۱۶ اکتوبر بروز جمعرات ربوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں احمدی شعراء اپنی عقیدت پیش فرمائیں گے۔ تمام احمدی شاعروں سے تشریف آوری کی درخواست ہے۔

ابو العطاء جالندھری۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

مومنوں کے ابتلاؤں کی پانچ قسمیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آیت وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ (بقرع ۱۹) کی تفسیر میں اپنے درس میں ۱۹۲۲ء میں فرمایا کہ:-

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ قسم کے ابتلاؤں کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم ان ابتلاؤں میں سے گذرے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ایک ابتلاء تو یہ ہوگا کہ دشمنوں کے حملوں کا خوف تمہیں لاحق ہوگا۔ ساری قومیں تمہارے خلاف کھڑی ہو جائینگی اور تم پر حملہ کرینگی حکومتیں تم سے ناراض ہو جائینگی اور تمہارے مٹانے کی کوششیں کریں گی یہ چیزیں ایسی ہیں جن سے بزدل لوگ ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں خدا جانے اب کیا ہوگا اور بہت سے لوگوں کے حوصلے اس خوف سے پست ہو جاتے ہیں۔ ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں اور وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ پبلک اور حکومت نے ہمارے خلاف جتھہ بنا لیا ہے یا پنچائت نے ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا ہے۔

پھر اس سے ترقی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھوک کے ذریعہ مومنوں کے ثباتِ قدم کا امتحان لیتا ہے۔ بھوک کی تکلیف سے یہ مراد ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے مامور کی آواز پر ایک گروہ جمع ہو جاتا ہے تو لوگ ان کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں ملازمتوں سے برخاست کر دیتے ہیں۔ دکانوں سے سودا نہیں دیتے۔ پیشہ وروں سے کام لینا بند کر دیتے ہیں گویا پہلے تو صرف دھمکیاں دیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے خوف لاحق ہوتا ہے کہ وہ کہیں نقصان نہ پہنچا دیں مگر دوسرے قدم پر وہ عملی رنگ میں بھوک اور پیاس کے سامان پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کو کوئی سودا نہیں دیتا۔ ان کے پاس غلہ نہیں بیچتا۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا تو ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں روک لی گئیں اور یہ بائیکاٹ کا سلسلہ ایک لمبے عرصے تک جاری رہا۔

پھر فرماتا ہے کہ ان مصائب کا سلسلہ یہیں تک محدود نہیں رہیگا بلکہ تمہارے مالوں کا لوٹنا بھی جائز قرار دے دیا جائیگا۔ گویا پہلے تو اپنے پاس سے مال و اسباب اور سودا اور غلہ وغیرہ دینا بند کیا جائیگا اور پھر مومنوں کے پاس جو کچھ اندوختہ ہوگا اسے بھی لوٹنا جائز قرار دے دیا جائیگا۔ لیکن جب اس سے بھی کچھ نہیں بنتا تو پھر وہ مومنوں کی جانوں پر حملہ شروع کر دیتے ہیں لیکن جب وہ جان دینے سے بھی باز نہیں آتے تو ان کی اولادوں پر حملے کرنے لگ جاتے ہیں۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ۔ مطبوعہ ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۹۴)

اہم سوالات کے جوابات

پہلی قسط

احمدیوں کے امتیازی عقائد

ایک معزز محقق دوست نے چند سوال لکھے ہیں ہم سوالات کو جوابات کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں

سوال نمبر (۱)

"مسلمانوں کے بہتر تہتر فرقے ہیں۔ بڑے دو فرقے ہیں یعنی اہلسنت والجماعۃ اور اہل تشیع۔ احمدیوں کے عقائد میں ان دونوں فرقوں کے نظریات میں کہاں کہاں جگہ اختلاف ہے یعنی احمدیوں کے امتیازی عقائد کون کون سے ہیں؟"

الجواب:

احمدیوں کے عقائد حسب ذیل ہیں:—

اوّل: اللہ تعالیٰ واحد لاشریک لہٗ ہے وہ اپنی ذات میں بھی واحد ہے اور اپنی صفات میں بھی بے مثل ہے اور اپنے افعال میں بھی یگانہ ہے اور عبادت کے لحاظ سے بھی واحد و یگانہ ہے۔ احمدی اللہ کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہیں مانتے۔

دوم: احمدی اللہ تعالیٰ کے کلام کو ابتدائے آفرینش سے جاری مانتے ہیں اس کی صفت متکلم کو کسی زمانہ میں بھی معطل نہیں جانتے اس لئے احمدی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر اس کی بھیجی ہوئی وحیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ کلام خداوندی کسی ملک میں اور کسی زبان میں نازل ہو۔ احمدی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کی آخری شریعت ہے۔ کامل اور جامع شریعت ہے، سب انسانوں کے لئے رہتی دنیا تک یہی قرب الٰہی پانے کا ذریعہ ہے اس میں کتب سابقہ تورات، زبور، انجیل وغیرہ کی تمام صداقتیں اعلیٰ رنگ میں جمع کر دی گئی ہیں۔

احمدی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید با ترتیب مربوط کلام ہے اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں سارا قرآن مجید محکم شریعت ہے۔ قرآن مجید کی زبان عربی ام الالسنہ ہے قرآن مجید کے آنے سے کتب سابقہ منسوخ قرار پا گئیں۔ مگر قرآن مجید کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔

سوم: سب احمدی سارے نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کے اعتقاد میں قرآن مجید کی تصریح کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور سب نبی صادق اور راستباز تھے وہ سب معصوم اور بے گناہ تھے۔

احمدیوں کے عقیدہ میں سیدنا و مولانا حضرت سرورِ کونین

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب نبیوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں۔ آپ کی بعثت ساری دنیا کے لئے اور سارے زمانوں کے لئے ہے آپ کا مرتبہ و مقام سب نبیوں سے اونچا ہے۔ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ نبی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ سب نبی آپ کے فیض یافتہ تھے اور آئندہ بھی آپ کا فیضان ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ آپ سے الگ ہوکر جو شخص کسی روحانی فیض کے پانے کا دعویٰ کرے احمدیوں کے نزدیک وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

احمدیوں کے نزدیک رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سید المعصومین ہیں اور انسانوں کے لئے ہر خیر و برکت کے پانے کا ذریعہ ہیں۔

چہارم: احمدی اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان کے نزدیک فرشتے اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ اور معصوم ہیں وہ امر الٰہی کی تنفیذ کا ذریعہ ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا فرشتے خدا تعالیٰ کا پیغام لاتے رہتے ہیں اور اب بھی خدا کے بندوں پر اس کے اذن سے اترتے ہیں اور انہیں اطمینان بخش پیغام پہنچاتے ہیں۔

پنجم: احمدی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قیامت برحق ہے حشر و نشر درست ہے جنت و دوزخ برحق ہیں۔ انسان کو مرنے کے بعد اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملتی ہے۔ احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق جنت تو دائمی اور غیر منقطع ہے مگر جہنم مجرموں کے سزا کا مقام اور ان کی اصلاح کا ذریعہ ہے اس لئے اللہ ارحم الراحمین ایک لمبے زمانہ کے بعد دوزخیوں کو بھی جنت میں داخل کر دے گا اسی طرح اس کے فرمان رَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کا ظہور ہوگا۔

احمدیوں کے ان بنیادی عقائد کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ قرآن مجید نے جن عقائد کے اپنانے کا ارشاد فرمایا ہے احمدی ان سب عقائد کو مانتے ہیں وہ قرآن مجید سے سرمو انحراف کو جائز نہیں سمجھتے۔

جہاں تک توحید کا تعلق ہے احمدی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے سجدہ کرنے کو روا نہیں جانتے وہ نہ قبروں کو پوجتے ہیں نہ انسانوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ الحیّ القیوم صرف اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک آیات قرآنیہ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح طبعی موت سے فوت ہو گئے ہیں جس طرح باقی انبیاءؑ وفات پا گئے ہیں۔

علاوہ ازیں احمدی اس حیات مسیحؑ کے عقیدہ کو توحید باری کے بھی خلاف جانتے ہیں ان کے نزدیک یہ ماننا کہ مسیحؑ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور دو ہزار سال سے آسمانوں پر جسم عنصری کے ساتھ جوان کے جوان زندہ موجود ہیں۔ خدا کی توحید کے منافی ہے اس لئے احمدی وفات مسیحؑ کے قائل ہیں اور قرآنی آیات سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

احمدیوں کے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد سب نبیوں اور رسولوں میں سب سے بلند مرتبہ والا انسان ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ احمدیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی غیر معمولی زندگی کا مسیحی عقیدہ جسے بعد ازاں بعض مسلمانوں نے بھی اختیار کر لیا۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع کے بھی منافی ہے۔ اس لئے بھی احمدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق پر اصرار کرتے ہیں اور یہ عقیدہ احمدیوں کا ایک امتیازی عقیدہ ہے۔

اہلسنت والجماعت اور اہل تشیع کے جملہ فرقے

قرآن مجید میں منسوخ آیات کے قائل ہیں۔ تعداد میں ضرور اختلاف ہے کوئی پانصد آیات منسوخ مانتا ہے اور کوئی دو صد اور کوئی بیس۔ مگر منسوخ آیات کے ضرور قائل ہیں۔ احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ اور ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہے۔ یہ عقیدہ بھی احمدیوں کا امتیازی عقیدہ ہے۔

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ احمدی ہمیشہ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض کو جاری مانتے ہیں۔ احمدیوں کے نزدیک قرآن مجید کی آیت ومن یطع اللّٰہ والرّسول فاولٰئک مع الّذین انعم اللّٰہ علیہم من النّبیّین والصّدّیقین والشّہداء والصّٰلحین وحسن اولٰئک رفیقاً۔ اور دیگر آیات کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امت محمدیہ میں امتی نبی، صدیق، شہید اور صالح بن سکتے ہیں۔ دوسرے فرقوں کے نزدیک امت محمدیہ کے لئے اس کامل انعام کی راہیں مسدود ہیں یہ بھی جماعت احمدیہ کا امتیازی عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور خدا کی زندہ کتاب قرآن مجید کی اتباع میں خدا کے زندہ اور محبت بھرے کلام کو جاری مانتی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپؐ کی خلافت کے بارے میں شیعہ وسنی فرقے سخت مخالف ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک خلفاء رسولؐ کی ترتیب یہ ہے۔ اوّل حضرت ابوبکرؓ، دوم حضرت عمرؓ، سوم حضرت عثمانؓ۔ چہارم حضرت علیؓ۔ شیعوں کا عقیدہ ... ہے

میں یہ ہے کہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ بلا فصل اور خلیفہ برحق ہیں باقی تینوں (نعوذ باللہ) نہ خلیفہ تھے نہ صحیح معنوں میں مومن تھے۔ جماعت احمدیہ چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کو برحق خلفاء مانتی ہے۔ سب کو مقدس اور برگزیدہ مانتی ہے۔

احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شیعوں اور سنیوں کے ہاں شدید اختلاف ہے اہلسنت صحاح ستہ بخاری، مسلم وغیرہ کے قائل ہیں اور شیعہ کی صحاح اربعہ الاستبصار وغیرہ بالکل اور ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی روایات کو نہیں ملتے۔

احمدیوں کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد سنت کا مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی اسوہ کے ماتحت امت کا تعامل ہے اور پھر حدیث کا مرتبہ ہے ہر وہ حدیث جو قرآن مجید کے مخالف نہیں اور بلحاظ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ٹھیک طور پر پہنچتی ہے وہ صحیح اور درست ہے
شیعوں کے بزرگ، ائمہ اہل بیت اور اہل سنت کے اولیاء اور مجددین کرام سب کا احترام کرنا جماعت احمدیہ کا شعار ہے۔

جہاں تک فقہ کا تعلق ہے شیعوں اور سنیوں کی فقہ بالکل الگ الگ ہے یہاں تک کہ حلت و حرمت میں بھی فرق پڑ گیا ہے۔ بنیادی عبادات وضو، اذان اور نماز وغیرہ میں بھی خاصا اختلاف ہے۔ احمدیوں کے نزدیک فقہ کی بنیاد یوں ہے کہ پہلے قرآن مجید پر بنیاد رکھی جائے، پھر سنت پر، پھر حدیث ... پر، پھر ان تینوں کی روشنی فقہاء کے

اجماع اور اجتہاد پر بنیاد رکھی جا سکے۔ احمدی زیادہ تر فقہ
حنفی پر جزئیات کے بارے میں عمل کرتے ہیں۔ مگر وہ حضرت
بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی ہدایت کے مطابق تازہ پیش آمدہ امور
میں جملہ مسلمان فرقوں کی فقہ کو مدّنظر رکھ کر جدید اجتہاد کو بھی
روا سمجھتے ہیں اس طرح سے احمدی علماء کے لئے اجتہاد کا دروازہ
کھلا ہے۔

احمدیوں کے نزدیک تفسیر قرآن مجید میں عام مفسّرین
کی خواہ وہ سنّی ہوں یا شیعہ ہوں اسرائیلی روایات اور خود
ساختہ بیانات ہرگز قابلِ اعتنا نہیں ہیں جن سے قرآن کریم
کی شان پر حرف آتا ہے۔

احمدیوں کے نزدیک تفسیر قرآن خود آیات قرآنیہ کی
روشنی میں، لغتِ عربی کے مطابق، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحیح احادیث کے ماتحت اور عقلِ انسانی کے مطابق ہونی ضروری
ہے اسی لئے احمدیوں کی تفسیر دوسرے مولویوں کی تفسیر سے مختلف
ہوتی ہے مگر معقول اور قابلِ قبول ہوتی ہے۔

غیر احمدی تفسیروں میں ایسے ایسے افسانے درج ہیں جن
سے انبیاءؑ کی عصمت پر حرف آتا ہے ملائکہ کی شان داغدار
ہوتی ہے اور خود اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی عظمت و بزرگی عیب دار
قرار پاتی ہے اس لئے احمدی محض اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و انبیاءؑ و ملائکہ کی خاطر علماء کی
تفسیروں سے اختلاف کرتے ہیں اور صحیح ترجمہ و تفسیر قرآن
کریم اکنافِ عالم میں پھیلا رہے ہیں۔

اس پہلے سوال کے جواب کے آخیر پر یہ ذکر کرنا
بھی از بس ضروری ہے کہ احمدیہ عقائد کا ایک اصولی
قانون ہے اور وہ یہ ہے کہ جو عقیدہ توحید ذات باریتعالیٰ
کے منافی ہو یا جس عقیدہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی شانِ عظمیٰ پر حرف آتا ہے احمدیوں کا وہ ہرگز عقیدہ
نہیں ہے کیونکہ احمدیہ عقائد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی توحید
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان و عظمت پر
ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے فرمایا ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے
خاتم النبیین ہونے پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو
قرآن مجید میں خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے
معنوں اور تفسیر میں عام مولویوں اور احمدیوں میں کچھ اختلاف
ہے اور اس اختلاف کی وجہ صرف یہ ہے کہ احمدی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو اس نقطۂ
نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی سب سے بلند شان ہے اور ظاہر ہے کہ محض زمانہ کے
لحاظ سے آخر میں ہونا کوئی وجہِ فضیلت نہیں ہے۔ ہاں
مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے بلند ترین اور سب سے اوپر
ہونا اس سے آپؐ کی شان بلند ہوتی ہے۔

اس لئے احمدی خاتم النبیین کے معنے سب نبیوں سے
افضل و اعلیٰ مانتے ہیں۔ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین!

○

نظریۂ ظہورِ مہدی کا اثر مومن و ناسخ کے کلام پر

محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

مومن و ناسخ کا علمی مرتبہ

جناب مومن خان مومن (۱۸۰۲ء-۱۸۵۴ء) اور جناب شیخ امام بخش ناسخ (متوفی ۱۸۳۸ء) اردو شاعری کے طبقۂ متقدمین کے ممتاز سخنور اور چوٹی کے شاعر سمجھے جاتے ہیں۔

نظریۂ ظہورِ مہدی

اوّل الذکر کا مرکزِ ادب دہلی تھا اور ثانی الذکر کا لکھنؤ اگرچہ ان میں سے ایک تیرھویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جان نثار مرید تھے اور دوسرے مجتہد کربلائے سید الشہداء رضی کے عقیدت مند، مگر دونوں ہی متفقہ رنگ اور نظریۂ ظہورِ مہدی موعود کے پرجوش علمبردار تھے اور ان کے شعری کلام میں اس کے نمایاں اثرات ہمیں ملتے ہیں۔

آنحضرتؐ کا ولولہ انگیز پیغام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کو ارشاد فرمایا:-

"فاذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبوًا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی"

(ابن ماجہ صفحہ ۳۱۔ مطبع علیمی دہلی)

جب اس مہدی کو دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا خواہ تمہیں گھٹنوں کے بل برف پر بھی جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا نائب مہدی ہے۔

پھر فرمایا:-

"فلیقرئہ منی السلام"

(درِ منثور جلد ۲۔ صفحہ ۲۴۵)

میری طرف سے مہدی موعودؑ کو سلام پہنچانا

مومن اور وصیتِ نبویؐ

یہ ولولہ انگیز پیغام اس رسولِ عرب و عجم خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تھا جو پوری کائنات کا مطلوب و مقصود اور خدائے ذوالعرش کا محبوب تھا۔ جناب مومن نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی حیثیت سے اس وصیتِ نبویؐ کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی تھی اور آپ ہمیشہ ہی اس وقت کے منتظر رہتے تھے جب مہدیٔ امت

کا ظہور ہوا اور آپ کو شہنشاہِ نبوت کی اس وصیت پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ چنانچہ کس جذبہ، درد، ذوق و شوق اور ولولۂ عشق و محبت سے فرماتے ہیں :- ؎

زمانہ مہدیٔ موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرتؐ کا

یہ بھی انہیں کا شعر ہے ؎

شوقِ بزمِ احمدؐ و ذوقِ شہادت ہے مجھے
جلد موت لے پہنچ اس مہدیٔ دوراںؑ تلک

ناسخ اور ظہورِ مہدیؑ کا انتظار

جنابِ ناسخ اپنی بصیرت و فراست سے یقین رکھتے تھے کہ زمانہ مہدیٔ موعود[1] بہت قریب آن پہنچا ہے اور اس کی برکت سے عیسائی بکثرت حلقہ بگوشِ اسلام ہوں گے۔ آپ کا مندرجہ ذیل شعر اسی حقیقت کا آئینہ دار ہے ؎

آمدِ مہدی و عیسیٰ ہے قریب اے ناسخ
کہہ دے اب قومِ نصاریٰ کو مسلماں ہو دے

(دیوانِ ناسخ جلد اول صفحہ ۱۷۹ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

جنابِ ناسخ پوری عمر مہدی موعودؑ کا انتظار کتنی بیتابی، بیقراری اور اضطراب سے کرتے رہے؟ اس کا اندازہ ان کے دیوان کی ابتدائی نظموں سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

دکھا اس کو جہاں میں غُل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا

بہارِ گلشنِ دینِ محمدؐ اب دکھا۔ یا ربّ!!
تردّد بلبلِ دل کو ہے فصلِ گُل کی آمد کا

مجھے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
لباسِ سایۂ احمدؐ نشاں تصویرِ احمدؐ کا

شجاعت میں، کرم میں، عدل میں، صورت میں سیرت میں
امامِ آخری ہے مثل اپنے جدِّ امجدؐ کا

عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علمِ باطن پر
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرفِ ابجد کا

نفاق اس سے نہاں کیا ہو جیسے شرکِ خفی کیونکر
محک ہے اس کا سنگِ آستانہ نیک اور بد کا

کریگا جب کہ وہ اتمام آکر حجتِ حق کو
زمانے میں رہیگا نام مُلحد کا ؛ نہ مُرتد کا

مسیحاؑ بہر بیعت آئے گا چرخِ چہارم سے
نہیں موسیٰؑ سے کم رتبہ ترے جلوے کے بیخود کا

جو نزدیک اس سلیمانِ زماں کا دَور آئے گا
بیابانوں میں ہوگا ایک مسکن دام اور دد[2] کا

خدا تیرا معرّف ہے ملک تیرے موصّف ہیں
نہیں حدِّ بشر کتنا ترے اوصافِ بیحد کا

نہ ہوئے جاہِ دنیا منہ کیا اے شاہِ دیں تو نے
سرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تری مسند کا
گراتے رکھ دیں یا چرخ دیا چرخ [illegible]

---

[1] حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ جناب ناسخ کی وفات سے [illegible] پیدا ہوئے یعنی ۱۳؍فروری ۱۸۳۵ء کو۔

[2] دام اور دد ــ درندے (لغت اردو [illegible])

جو لپشتیبان تو ہو بانہ ذو القرنین کی سدّ کا
نمازوں میں مسیحا سا ہمیشہ مقتدی ہوگا
وہی رتبہ ہے تیرا بھی جو رتبہ تھا ترے جدّ کا
بھرا تجھ میں یہ حق نے علمِ رطب و یابسِ عالم
کہ جلد و جسم کو رتبہ ہے قرآنِ مجلّد کا
(دیوانِ ناسخ جلد اول صفحہ ۳)

قصیدہ متعلقہ ولادتِ مہدیؑ

جناب ناسخ مرحوم نے اپنے ایک مشہور قصیدہ میں ولادت مہدی علیہ السلام کا ذکر نہایت زوردار الفاظ میں کیا ہے اور (اپنے معتقدات کی روشنی میں) اس کے مقامِ بلند کا بڑا دلکش اور کیف انگیز نقشہ کھینچا ہے۔ اس نادر قصیدہ کے بعض اشعار بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:— ؎

ہو مبارک قائمِ آلِ عبا پیدا ہوا
مہدیٔ ہادی امامِ ماسوا پیدا ہوا
تھا اسی کا نور جو سجدہ فرشتوں نے کیا
ابتدا و انتہا کا پیشوا پیدا ہوا
خضر و الیاس و مسیحا بھی کریں گے اقتدا
آج وہ لطفِ خدا سے مقتدا پیدا ہوا
سنتے ہیں مردے جو ہیں زندہ کرے گا ایکدن
وہ امامِ آخری معجز نما پیدا ہوا
اوّل و آخر کی نسبت ہوگئی صادق یہاں
صورت و معنی شبیہِ مصطفیٰؐ پیدا ہوا
اب رہا باقی نہ طوفانِ حوادث کا خطر
کشتیٔ ارض و سماء کا ناخدا پیدا ہوا
نائبِ مصطفیٰؐ جانشینِ مرتضیٰ
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰؐ پیدا ہوا
مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کی کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا
اوّلِ خیلِ ائمّہ، ثانیٔ آلِ عبا
مقتدائے اوّلین و آخریں پیدا ہوا
کیا سلیمانؑ اور کیا مہرِ سلیماں۔ مومنو!
خاتمِ ختمِ نبوت کا نگیں پیدا ہوا
(دیوانِ ناسخ جلد دوم صفحہ ۵۴-۵۵۔ مطبع نولکشور لکھنو ۱۹۲۳ء)

اردو شاعری کا معکوس ارتقاء

الغرض مومن و ناسخ جیسے اساتذۂ فن کی شاعری میں ظہورِ مہدی کا تصور بڑی شان کیساتھ جلوہ گر ہے مگر بیسویں صدی کے آغاز میں اس قدیم نظریہ مہدیؑ کے برعکس اس جدید خیال نے جنم لیا کہ:— ؎

مینارِ دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
یہ انتظارِ مہدی و عیسیٰؑ بھی چھوڑ دے

(باقیاتِ اقبال صفحہ ۱۵۴- از شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال- ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور- طبع دوم ۱۹۶۶ء)

یہ گویا اردو شاعری کے ایک اہم باب کا معکوس ارتقاء تھا جس کے نتیجہ میں آئندہ چل کر اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق بے شمار وساوس [illegible] اور شبہات کا گویا ایک سیلاب اُمڈ آیا اور وہ اسلامی [illegible] مسئلہ چودہ سو سال سے [illegible]

خس و خاشاک کی طرح بہنے لگے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا درد انگیز انتباہ

حضرت مہدی موعود سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تشویش ناک صورت حال کو پہلے سے بھانپ لیا تھا اور اپنے دعوئے مہدویت کے بعد مسلمانان عالم کو اس خطرہ کی طرف متوجہ کر کے نہایت دردمند الفاظ میں یہ انتباہ فرما دیا تھا کہ:-

"اگر مسلمان اس وقت مجھے قبول نہ کریں
جو قرآن اور حدیث اور پہلی کتابوں کی رو
سے اور تمام اہل کشف کی شہادت کی رو
سے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا
ہوں تو آئندہ ان کی ایمانی حالت کے
لئے سخت اندیشہ ہے کیونکہ میرے
انکار سے ان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے
کہ جس قدر قرآن شریف سے مسیح موعود کے
لئے علماء کبار نے استنباط کئے تھے وہ
سب جھوٹے تھے اور جس قدر اہل کشف
... دے گئے ... تعبیریں دی
... شمس اور
... ہوئی
... ستارہ کا نکلنا
اور آفتاب کا تاریک ہو جانا۔ یہ سب
نعوذ باللہ جھوٹ تھے۔ ایسے خیال کا
نتیجہ آخر میں یہ ہوگا کہ اس پیشگوئی
کو بھی ایک جھوٹی پیشگوئی قرار
دیں گے اور نعوذ باللہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دروغ گو
سمجھ لیں گے اور اس طرح یہ وقت
آ گیا ہے کہ یکدفعہ لاکھوں آدمی
دین اسلام سے مرتد ہو جائیں گے"۔

(تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۲۲۰-۲۲۱۔ طبع اول تصدیق
۱۹۰۰ء اشاعت ۱۹۰۲ء)

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
اب سال سترہ بھی صدی سے گزر گئے
ہائے کہ تم میں سوچنے والے کدھر گئے

○

میرا دین

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا مدلل اور مسکت مقالہ جو علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے
فی کاپی: بیس پیسے اور فی سینکڑہ: بیس روپے
منیجر مکتبہ الفرقان ربوہ

مسجد احمدیہ راولپنڈی کے کوائف

افسر مجاز نے مسجد کی نیلامی کو غلط قرار دیدیا

محترم جناب مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ راولپنڈی

مسجد احمدیہ کی نیلامی کا اعلان

۳۱ مئی ۱۹۷۵ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ مری روڈ پر واقع مسجد احمدیہ محکمہ بحالیات کی جانب سے نیلام کر دی گئی ہے۔ تو یہ خبر جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے تو باعث تکلیف تھی ہی جماعت سے تعلق نہ رکھنے والے ذی شعور افراد نے بھی اس بات کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ ۱۹۷۴ء کے واقعات کے پس منظر میں احمدیہ مسجد کی نیلامی خود پاکستان کے بارے میں بھی کوئی خوشگوار تاثر پیدا نہیں کرتی تھی۔ دنیا بھر کے احمدیوں کو اس خبر سے تشویش ہوئی۔

دستور پاکستان میں مذہبی آزادی اور عبادت گاہوں کے تقدس کے تحفظ کی واضح ضمانت موجود ہے اس اعتبار سے بھی مسجد کی نیلامی دستور کی بے حرمتی کے مترادف تھی۔ شکر ہے کہ ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء کو محکمہ کے افسر مجاز نے اس نیلامی کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا اور یوں پاکستان خانہ خدا کی نیلامی کے کلنک سے بچ گیا۔ تاہم یہ واقعہ اتنا بڑا ہے کہ لوگ مسجد سے متعلق حالات و واقعات کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

مسجد کی جگہ کی خریداری

یہ اس وقت کا ذکر ہے جب مری روڈ راولپنڈی کی معروف ترین شاہراہ نہیں تھی بلکہ شہر سے باہر گزرتی ہوئی محض مری کو جانے والی ایک سڑک تھی جس پر خال خال کچھ مکانات اور دکانیں آباد تھیں۔ اس وقت راولپنڈی میں آباد مختصر سی احمدیہ جماعت نے باجماعت نمازیں ادا کرنے کی خاطر ایک مکان مری روڈ پر حاصل کیا اور اس میں پنجگانہ نمازیں اور جمعہ کی نماز ادا کی جانے لگیں۔ یہ مکان جو کسی وقت رائے بہادر ہری سنگھ کی ملکیت تھا جنوری ۴۴ء میں راولپنڈی کے ایک مسلمان شہری میاں محمد شفیع نے رائے بہادر ہری سنگھ کے وارثان سے باقاعدہ رجسٹری کے ذریعہ خریدا۔ بعد میں مارچ ۴۵ء میں میاں محمد شفیع نے یہ مکان جماعت احمدیہ کو بیع کر دیا۔ جس کی باقاعدہ رجسٹری عمل میں آئی اور جماعت احمدیہ مکان کی مالک ہو گئی۔ مکان سے متعلقہ دستاویزات میں اس بات کا واضح شہادت موجود ہے کہ یہ جگہ گزشتہ تیس سال سے مسلسل بطور مسجد استعمال ہوتی چلی آئی ہے۔ خود رجسٹری کے وثیقہ میں یہ ذکر موجود ہے کہ مکان بطور مسجد استعمال ہو رہا ہے

اور جگہ "باغراض مسجد شریف" خریدی جا رہی ہے

۱۹۵۳ء کی شورش کے دوران یہ مسجد نذر آتش کر دی گئی

مگر وفتی مسجد وسلامت ہو تو راکھ کے ڈھیر سے بھی مینار و مسجد

ابھر آتے ہیں چنانچہ جماعت احمدیہ راولپنڈی کی حرارتِ ایمانی کی

بدولت تقریباً چھ لاکھ روپے کی لاگت سے اسی جگہ ایک خوبصورت

ہال اور مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ اس میں جماعت کے پیر و جوان، چھوٹے

بڑے، امیر و غریب تمام افراد نے وقار عمل کے ذریعہ حصہ لیا۔

اور مسجد کے در و دیوار اور حقیقی گویا افراد جماعت کے پسینے میں

گندھے ہوئے سیمنٹ سے تعمیر ہوئیں اور پھر یہ مسجد جماعت کے

سجدوں سے معمور ہو گئی۔

مسجد کا نیلام ناجائز ہے

یہ تھی وہ مسجد جو ۳۱ مئی ۱۹۷۵ء کو

بطور متروکہ املاک "نیلام کر دی گئی"۔ اخبارات کے ذریعہ نیلام کا

علم ہوتے ہی فوری طور پر متعلقہ افسران کے پاس متفرق درخواستیں

اس بارے میں گزاری گئیں کہ مسجد متروکہ جائداد نہیں اور اس کا

نیلام قانوناً ناجائز ہے۔

قانونی اور واقعاتی اصل سوال

مقدمہ کی سماعت کے دوران

مختلف سوال اٹھائے گئے جن میں کچھ خالصۃً فنی اور قانونی

نوعیت کے تھے اور عدالت کے اختیارِ سماعت سے متعلق تھے لیکن

اختیارِ سماعت سے متعلق ہوئی بات یہ تھی کہ نیلام زیر بحث کی

توثیق یا تنسیخ بہر حال متعلقہ افسری کے دائرہ اختیار میں تھی۔

قانونی اور واقعاتی اعتبار سے اصل سوال یہ تھا کہ جس جائداد

پر مسجد تعمیر شدہ ہے وہ جائداد متروکہ جائداد نہیں، اس لئے

کسی صورت بھی قوانین بحالیات کے دائرہ عمل اور ان کی زد میں

نہیں آتی تھی اور اس کا نیلام صریحاً خلافِ قانون اور کالعدم تھا۔

ایک اور دلچسپ پہلو

اس مسئلہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی تھا کہ متروکہ

جائداد قانون کی رو سے وہ جائداد ہے جو پہلے کسی "تارک وطن"

کی ملکیت تھی۔ تارکِ وطن کی تعریف یہ تھی کہ ہر وہ شخص جو مارچ

۱۹۴۷ء سے قبل تقسیم ملک کے نتیجہ میں فسادات کی وجہ سے یا فسادات

کے خوف سے ملک چھوڑ گیا ہو اور پاکستان میں ترک سکونت کر چکا ہو

تارکِ وطن ہے۔ اسلامی قانون کی رو سے مسجد خدا کی ملکیت ہوتی

ہے اور یہ جگہ بلا شبہ گزشتہ ربع صدی سے زائد عرصہ سے مسجد

چلی آتی تھی لہٰذا دلچسپ قانونی سوال یہ ہے کہ مسجد کا

مالک خدا اور مسجد خدا کی ملکیت ہے خدا نے پاکستان کب

چھوڑا کہ اسے تارکِ وطن قرار دیکر مسجد کو متروکہ املاک قرار

دیا جائے۔

ایک مسئلہ فریقِ مخالف کی طرف سے یہ بھی اٹھایا گیا کہ جائداد

کے نمبروں میں کچھ ابہام اور تفاوت ہے مگر جو جگہ رجسٹرڈ بیع ناموں

کے ذریعہ فروخت ہوتی رہی اس کے تشخص کے بارے میں کسی ابہام کا

امکان یوں نہیں تھا کہ جائداد کا بیان کردہ حدودِ اربعہ اس کی واضح

نشاندہی کے لئے کافی تھا۔ جائداد کے دو طرف شارع عام گلیاں

تیسری جانب مری روڈ اور چوتھی جانب لالہ رامچند کا مکان واقع ہونا

درج ہے اور مسجد اسی حدود اربعہ کے اندر تعمیر شدہ ہے لہٰذا نمبروں کی

وجہ سے مسجد کی جگہ کے تعین میں کوئی دقت نہیں تھی اور مسجد کا رجسٹری کے

ذریعہ خرید کردہ جائداد پر تعمیر ہونا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر تھا۔

محکمہ کی اپنی ہدایات اور فیصلہ

علاوہ ازیں محکمہ کی اپنی ہدایات کی رو سے بھی

کسی مذہبی ادارے یا عبادت گاہ کو کسی صورت میں بھی نیلام ہی

نہیں کیا جا سکتا تھا اور ہدایات اتنی واضح تھیں کہ ان میں کوئی مفر نہ تھا۔ یہ ہدایات تھیں اور دیگر ... [illegible]

مَیں سوچتا ہُوں......

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

مَیں سوچتا ہُوں
ازل کی راہیں ابد سے کیونکر ملی ہوئی ہیں
ہر اِک قدم پر
حیاتِ نَو کی حسین کلیاں کھلی ہُوئی ہیں
نظر ہر اک چیز دیکھتی ہے
دماغ ہر بات سوچتا ہے
زباں کچھ کہہ رہی ہے لیکن
ہر ایک لفظ اور ہر ایک فقرہ
عجیب مبہم سا اِک بیاں ہے
کہ جیسے ظلمت کا اِک جہاں ہے
نہ کچھ عیاں ہے نہ کچھ نہاں ہے

کوئی بتائے
یہی زمانے کی داستاں ہے ؟
مَیں سوچتا ہُوں
کہ غبارِ راہِ تفکراتِ الم رسیدہ
کسی کی زنجیرِ پا بنا ہے
کسی کے سر پر
کرم کا خیمہ سا اک تنا ہے
کوئی یہاں ہے تپاں دریدہ
کسی کے دَر پر
ہزار آسائشوں کا منظر
بصورتِ مہر و ماہِ انور

نکھر رہا ہے بکھر رہا ہے۔
کرن کرن ہر طرف اجالا
ہر ایک چہرہ سنور رہا ہے
کہ جیسے کوزے میں ڈھل ڈھلا کر
کسی کا پیکر ابھر رہا ہے
میں کس سے پوچھوں؟
یہ رہگذر دھول سے اٹی ہے
یہاں نظر بھی چھپی چھپی ہے
یہ کہکشاں تو نہیں ہے پیارے
مجھے کہیں سے کوئی پکارے
میں سوچتا ہوں
کہ میری ہستی
مرے خیالوں مری امنگوں مری امیدوں کا جال بن کر
مرے بدن پر لپٹ رہی ہے

مری حقیقت ہے اک فسانہ
نہ فاصلہ ہوں نہ میں زمانہ
جو دیکھتا ہوں وہ سب فسوں ہے
جو کہہ رہا ہوں وہ اک جنوں ہے
نہ رہگذر ہے نہ کہکشاں ہے
بس اک تصور ہے اک گماں ہے
عزیز تر ہے یہ خیال مجھ کو
میں سوچتا ہوں
ملا ہے اس سے کمال مجھ کو
کہ میں بعجز و نیاز یکسر
پڑا ہوا ہوں کسی کے در پر
سوال بن کر
نگاہ و دل کا کمال بن کر
میں سوچتا ہوں

مکتوبِ جاپان (۲)

از قلم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے: ٹوکیو۔ جاپان

اللہ تعالیٰ کے اذن سے جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مشن کا اعلان فرمایا تو قادیان کی بستی کی ظاہری حیثیت کچھ بھی نہ تھی۔ ایک چھوٹا سا گاؤں، تھوڑی سی آبادی، ذرائع رسل و رسائل نہ ہونے کے باعث باقی دنیا سے الگ تھلگ، ایک بہت معمولی سی بستی جس کو شاید اس علاقہ کے لوگ بھی پوری طرح نہ جانتے ہوں گے لیکن بالآخر [illegible] اور مقدس [illegible] لئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دائمی مرکز قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ کی قدسی وحی إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِنَ الْقَادِيَانِ کے مطابق مہبط الانوار بن جانے والی یہی وہ مقدس بستی ہے جس سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا اعلان ہوا اور دائمی عالمگیر غلبۂ اسلام کی نوید دنیا کو سنائی گئی۔ [illegible] کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا مخالفت کی شدید آندھیوں ناموافق حالات کے باوجود پھولتا پھلتا رہا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کیفیت ہے کہ قادیان کی بستی سے اٹھی ہوئی دعوتِ احمدیت کی گونج اطرافِ عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ پیغام احمدیت کی یہ مسلسل اور روز افزوں ترقی اپنی ذات میں صداقت کی ایک عظیم دلیل ہے اور سوچنے والوں کے لئے اس میں ایک زبردست نشان ہے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر کی یہ شان سب کو مسلّم ہے کہ وہ ہمیشہ حق و صداقت کی تائید کرتا ہے اور کوئی جھوٹا کبھی بھی اس کی تائید و نصرت کا شرف حاصل نہیں کر سکتا۔

قادیان دارالامان کے ساتھ ساتھ جماعت کے موجودہ مرکز ربوہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے عالمگیر شہرت عطا [illegible] دنیا کے [illegible] علاقوں میں اس شہرت کو پیدا [illegible] دیکھ کر ایک عجیب خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ مجھے جاپان [illegible] بہت پہلے YOKOHAMA جانے کا اتفاق ہوا جو جاپان کی بہت مشہور بندرگاہ ہے۔ یہ بھی صنعت اور تجارت کا بہت بڑا مرکز ہے۔ ساحل سمندر پر ہونے کے [illegible] قبل [illegible] گئے۔ ان سے تعارف کے بعد جب میں نے پوچھا کہ کیا آپ ربوہ کو جانتے ہیں؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ربوہ کو کون نہیں جانتا؟ اگرچہ اس جواب میں مبالغہ کا رنگ ہے لیکن اس [illegible] کیا جا سکتا [illegible] آج ربوہ کو [illegible] شہرت [illegible] آباد [illegible]

شہر کو حاصل نہیں۔ اور پھر یہ شہرت کسی خاص طبقہ تک ہی محدود نہیں بلکہ عوام و خواص اس سے آشنا ہیں اور مزید آشنا ہوتے جا رہے ہیں۔

اس سال جاپان میں آنے والے سفیر ہز ایکسی لنسی مسٹر REGINAL THOMAS. سے تبلیغی ملاقات ہوئی۔ خاکسار نے ان کی خدمت میں قرآن مجید کا تحفہ اور جماعت کا شائع کردہ لٹریچر پیش کیا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ اس سلسلہ میں باتوں کے دوران جب ربوہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس شہر کے نام سے خوب واقف ہوں۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ سفیر موصوف جاپان آنے سے قبل تین سال تک پاکستان میں اپنے ملک کے سفیر رہ چکے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو حقیقی اسلام سے کسی قدر بھی ہمدردی یا دلچسپی رکھتا ہے اور اکناف عالم میں کی جانے والی تبلیغی مساعی سے کچھ بھی متعارف ہے وہ ربوہ کے نام سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ ربوہ، اسلام کے شیدائیوں کی بستی، تبلیغ اسلام کا مرکز اور عظمت اسلام کا علمبردار ہے۔

○

جاپان۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ صنعت اور کاریگری کے میدان میں اس کی ترقی مثالی ہے اور اس لحاظ سے بہت ہی قابل تعریف ہے کہ اس ملک نے یہ مقام تیس سال کے عرصہ میں مسلسل کوشش اور محنت کے نتیجہ میں حاصل کیا ہے۔ اور واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ جب قوم بحیثیت مجموعی اور قوم کا ہر فرد عزم اور ہمت کے ساتھ ملک کی فلاح و بہبود میں مصروف ہو جائے تو اس قوم کا مقدر درخشندہ ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ جاپان کی ترقی میں اہل جاپان کی کوشش، محنت، لگن اور سنجیدگی کو بڑا دخل حاصل ہے ان کی محنت کی ایک مثال گزشتہ دنوں اخبارات میں نظر سے گزری جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ بقول شاعر ع

ہر ذرہ ہے محنت کے فلک کا ستارہ

خبر میں بتایا گیا ہے کہ ایک جاپانی شخص MANEOMON اور اس کی بیوی KIKAMI. نے مل کر اپنے ہاتھوں سے اپنے نئے گھر کی تعمیر کی ہے۔ مکانات کی تعمیر ان کا پیشہ نہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے بارہ سال کی مسلسل محنت اور کوشش سے اپنے نئے گھر کی تعمیر مکمل کر لی ہے اور ستمبر میں کسی وقت اپنی شادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقعہ پر اس نئے گھر کی رسم افتتاح منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس امر سے آپ کو ان کی عمروں کا کسی قدر اندازہ ہو گیا ہو گا اور یہی امر سب سے زیادہ حیران کن ہے۔ اس جاپانی شخص کی عمر ۷۴ سال ہے جبکہ اس کی بیوی کی عمر ۷۱ سال ہے۔ جو گھر انہوں نے تعمیر کیا ہے وہ تین منزلہ عمارت ہے جس میں چھوٹے بڑے سات رہائشی کمرے ہیں۔ گھر کی تعمیر کا سارا کام ان دونوں نے مل کر کیا ہے۔ اس جاپانی نے اپنے انٹرویو میں بتایا ہے کہ بارہ سال کے دوران اس نے اور اس کی بیوی نے اوزار تعمیر استعمال کرتے ہوئے اس قدر محنت سے کام کیا کہ بارہا ان کے ہاتھوں کی جلد پھٹ جاتی تھی اور محنت شاقہ کے اس طویل عرصہ میں سخت محنت، مشکل کام اور بار بار کی غلطیوں کے سبب بارہا یہ خیال دل میں آتا رہا کہ اس ارادہ کو خیر باد کہہ دوں لیکن ہم پختہ عزم کے ساتھ

مصروفِ عمل ہے اور آج اس محنت کا ثمرہ ایک خوبصورت سہ منزلہ عمارت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

یہ کہا جاتا ہوگا کہ آج جاپانی قوم کی ترقی اس قسم کی محنتِ شاقہ کی قابلِ تقلید روشن مثالوں سے عبارت ہے۔ اس قوم کی موجودہ ترقی کے سفر کا آغاز آج سے تیس برس قبل جن حالات میں ہوا تھا وہ سخت بھیانک اور مایوس کن تھے۔ جاپان دنیا کا واحد ملک ہے جس کو امریکی حکومت کے ہاتھوں ایٹم بم کی تباہ کاریوں کا تختۂ مشق بننا پڑا اور بالآخر حالات سے مجبور ہو کر جاپان کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اس طرح اگرچہ دوسری جنگِ عظیم کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن ایٹم بم کی تباہ کاریوں نے اس ملک کو جن کربناک حالات اور بربادی سے دوچار کر دیا اس کے جانکاہ اثرات آج تک محسوس کیے جا رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ اگست میں جبکہ اس دلدوز سانحہ پر تیس سال کا عرصہ مکمل ہوا تو ہر سال کی طرح اس موقعہ پر بھی اس تباہ کاری کے زخم ہرے ہو گئے اور خاص طور پر ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہروں میں متعدد جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے جن میں ایٹم بم کے استعمال کی شدید مذمت اور مخالفت کی گئی۔ ایٹم بم کی تباہ کاریوں کے بارہ میں ایک اخباری تراشہ اس وقت میرے سامنے ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو ہیروشیما پر بم گرانے کے بعد ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو امریکی حکومت نے ناگاساکی کے شہر پر ہائیڈروجن بم گرایا۔ اس کے نتیجہ میں فوری طور پر ۷۳،۸۸۴ افراد موت کی آغوش میں پہنچ گئے اور دو لاکھ چونتیس ہزار کی آبادی کا شہر پلک جھپکنے میں ماتم کدہ بن گیا۔ اس بم کے تابکاری اثرات تیس سال گزر جانے کے بعد بھی محسوس کیے جا رہے ہیں اور ہر سال ہزاروں لوگ انہی اثرات کی وجہ سے لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ اخباری تراشہ میں بتایا گیا ہے کہ ۳۱ جولائی ۱۹۷۵ء کو ختم ہونے والے ایک سال میں ۹۰۹ افراد بم کے ہولناک تابکاری اثرات کی وجہ سے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کے ذہنوں پر ایسا وحشت انگیز اثر چھوڑا ہے کہ جب بھی کسی شخص کے مرنے کی خبر سنائی دیتی ہے تو وہاں کے لوگوں پر لرزہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہم کہ تابکاری اثرات نے LEUKEMIA. کی بیماری کو جنم دیا ہے جو اپنے جانکاہ اثرات آج بھی دکھا رہی ہے اور نہ جانے کب تک یہ صورتِ حال امریکی ظلم و تشدد پر نوحہ کناں رہے گی۔

الغرض اس قدر تاریک ماضی سے دوچار ہونے کے باوجود جاپان نے جو ترقی کی ہے وہ ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو قوم بھی محنت اور کوشش کو اپنا شعار بنا لیتی ہے اور خلوص کے ساتھ سرگرمِ عمل ہو جاتی ہے کامیابی اور خوشحالی اس کے قدم چومتی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ کسی کی سچی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ کو اپنا دستور العمل بنا لے گا وہ اپنی محنت کے شیریں ثمرات سے کبھی محروم نہ رہے گا۔

○

قرآن مجید نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے اور مشاہدہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ حقیقی راحت و مسرت دنیاوی سامانوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی

دیکھتے ہیں کہ دنیاوی ترقی اور جسمانی آسائش و آرام کے جملہ سامان تو میسر موجود ہونے کے باوجود اکثر دولت مند لوگ حقیقی راحت اور خوشی کی لازوال دولت سے تہی دست نظر آتے ہیں اور دنیا سے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کی راہ اختیار کرتے ہیں یہ واقعات مغربی اقوام میں بہت عام ہیں اور جاپان بھی جو دنیوی ترقی کے اعتبار سے اہم اقوام کا ہم پلہ ہے۔ اس صورت حال سے خالی نہیں۔ یہاں بھی خودکشی کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور یوں بھی جاپانیوں کی عام زندگی میں یہ بات مشاہدہ کی جا سکتی ہے کہ وہ دنیاوی وجاہت کے باوجود حقیقی خوشی سے ہمکنار نہ ہونے کے باعث اپنی زندگیوں میں ایک خلا کی کیفیت محسوس کرتے ہیں اور بعض موقعوں پر اس کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔

گزشتہ دنوں خاکسار کو ٹوکیو کی ایک [illegible] میں اس موضوع پر تقریر کرنے کا اتفاق ہوا کہ "WHAT IS REAL HAPPINESS?" اس میں خاکسار نے اسلامی نقطۂ نظر سے اس امر کی وضاحت کی کہ دنیاوی سامان زیست ہماری عارضی زندگی کا سہارا تو ضرور ہیں لیکن حقیقی خوشی اور راحت کا سرچشمہ نہیں ہیں۔ حقیقی خوشی خدائے واحد پر ایمان، اس کے احکام کی اطاعت اور یادِ الٰہی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

میری تقریر کے بعد حاضرین نے بھی سوال و جواب کے وقفہ میں اپنی آراء کا اظہار کیا اور بہت سے جاپانیوں نے اس امر سے اتفاق کیا کہ جب تک خدا اور مذہب پر یقین نہ کیا جائے تب تک [illegible] کا [illegible] کیا جا سکتا ہے اور نہ سچی خوشی کا حصول ممکن ہے۔ خدا کرے کہ ساری دنیا بہت جلد اس حقیقت کو پہچان لے اور دنیا کا ہر گھر حقیقی خوشی و مسرت کا گہوارہ بن جائے۔ آمین!

○

الفرقان نعتِ نبوی نمبر کی توسیع اشاعت

ایک دیرینہ مبلغ سلسلہ کی تجویز اور بابرکت تحریک

محترم جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم سابق مبلغ سلسلہ تحریر فرماتے ہیں:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

"الفرقان کا نعتِ نبوی نمبر شائع کرنے کا اعلان [illegible] چونکہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق فرمایا کہ اگر [illegible] دس رسالے خرید کر اپنے احمدی و غیر از جماعت لوگوں میں تقسیم کرے تو یہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔ میں خود اس تحریک پر عمل کرتا ہوں اور دس روپیہ جناب مولانا ابوالعطاء صاحب کی خدمت میں پیش کر کے [illegible] کرتا ہوں کہ میری طرف سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مبارک نام پر دوسرے مسلمان احباب میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس تحریک کو قبول فرمائے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین!

محمد شفیع اسلم

الفرقان: نعتِ نبوی نمبر تیار ہو رہا ہے ان شاء اللہ دسمبر کا شمارہ نعتِ نبوی نمبر ہوگا۔ احباب اس نیک تحریک میں حسبِ استطاعت شمولیت فرمائیں۔ (ادارہ)

○

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم محمد عثمان الصدیقی ایم اے ۔ ربوہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنْسَانٌ عَظِیْمٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعظمت انسان ہیں
هِدَایَتُہٗ صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ
آپ کی ہدایت سیدھا راستہ ہے

هُمَامٌ فِی الْعَزَائِمِ عَنْ سِوَاہُ
آپ اپنے غیر سے اہم امور میں بہت باہمت ہیں
شَفِیْقٌ فِیْ طَبِیْعَتِہٖ رَحِیْمٌ
اپنی طبیعت میں نرم ہیں اور بہت رحم والے ہیں

خَلِیْقٌ کَامِلٌ فِیْ حُسْنِ خُلْقٍ
آپ با خلق ہیں۔ ہر اچھے خلق میں کامل ہیں
عَفُوٌّ عَنْ مُّخَالِفِہٖ حَلِیْمٌ
اپنے مخالف کو معاف فرمانے والے اور نرم خو ہیں

وَفِیْ حَسَبٍ وَّفِیْ نَسَبٍ نَّجِیْبٌ
اور آپ حسب و نسب میں نہایت شریف ہیں
وَفِیْ آدَابِہٖ سَمْحٌ کَرِیْمٌ
اور اپنے آداب میں نرم طبع اور بزرگ ہیں

فَرِیْدٌ فِی الْمَکَارِمِ وَالْمَزَایَا
نیکیوں اور خوبیوں میں آپ یگانہ ہیں
وَمِثْلٌ فِی التُّقَاۃِ لَہٗ عَدِیْمٌ
اور تقویٰ میں آپ کی مثل نہیں ملتی

وَحِیْدٌ فِی الْمَحَاسِنِ بَیْنَ خَلْقٍ
تمام مخلوق میں بلحاظ محاسن آپ منفرد ہیں
لَبِیْبٌ فِیْ مَوَاعِظِہٖ حَکِیْمٌ
اپنی وعظ و نصیحت میں عقلمند اور دانا ہیں

مَقَامًا خَلْفَہٗ نُوْحٌ وَّعِیْسٰی
بلحاظ مقام آپ سے پیچھے ہیں حضرت نوح اور عیسیٰ
وَاِبْرَاهِیْمُ اَوْ مُوْسٰی کَلِیْمٌ
اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ جو خدا کے کلیم ہیں

رَؤُوْفٌ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ
حضور بہت مہربان ہیں اور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں
حَسِیْنُ الْوَجْہِ مُبْتَسِمٌ وَّسِیْمٌ
خوشرو، خندہ رو اور خوش شکل ہیں۔

لِرَبٍّ مُّصْطَفَاہُ وَمُجْتَبَاہُ
آپ خدا پروردگار کے برگزیدہ اور چنیدہ ہیں
عَلَیْہِ فَضْلُہٗ جَمٌّ عَمِیْمٌ
آپ پر اللہ کا فضل بہت زیادہ اور عام ہے

لَدَی اللّٰہِ لَہٗ دَرَجَاتُ قُرْبٍ
اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کو قرب کے درجات حاصل ہیں
وَمَنْ عَادَاہُ مَطْرُوْدٌ ذَمِیْمٌ
اور جو آپ سے دشمنی کرے وہ راندۂ درگاہ اور قابل مذمت ہے

بِبَعْثَتِہٖ تَلَأْلَأَ کُلُّ کَوْنٍ
حضور کی بعثت سے سارا جہان چمک اٹھا
وَفِیْ آفَاقِہٖ هَبَّتْ نَسِیْمٌ
اور اس کے آفاق میں باد نسیم چلنے لگی۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ــــ زندہ باد

محترم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب

مخدومی مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بندہ اس نظم کو جہاں بھی پڑھتا ہے متعدد احباب اس کی نقل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ براہِ کرم اسے الفرقان میں شائع فرما دیں تا دوستوں کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ ابھی تک یہ نظم مجموعی صورت میں شائع نہیں ہوئی ــــ میں نے یہ نظم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ امان ۱۳۴۹ ہش (۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء) سے متاثر ہو کر کہی ہے۔

(خاکسار: شبیر احمد)

○

مصطفےٰ آپ ہیں، مجتبےٰ آپ ہیں ‌‌ ‌ سرورِ کائناتِ خدا، آپ ہیں
غایتِ دو جہاں، مدعا آپ ہیں ‌ ‌ ابتدا آپ ہیں، انتہا آپ ہیں

خاتم الانبیاء زندہ باد، خاتم الانبیاء زندہ باد

بن کے شمس الضحیٰ وہ شہِ دو جہاں ‌ ‌ جونہی غارِ حرا سے ہوا ضوفشاں
چھٹ گئیں کونہ کونہ سے تاریکیاں ‌ ‌ ذرہ ذرہ خوشی سے ہوا نغمہ خواں

خاتم الانبیاء زندہ باد، خاتم الانبیاء زندہ باد

آپ نورِ مجسم حبیبِ خدا ‌ ‌ جس کے مرہون ہیں اولیاء انبیاء
آپ ہیں شاہدِ سدرۃ المنتہیٰ ‌ ‌ واقعی آپ ہیں خاتم الانبیاء

خاتم الانبیاء زندہ باد، خاتم الانبیاء زندہ باد

خاتم الانبیاءؐ کی عجب شان ہے   اُس کے عشّاق کو جس کا عرفان ہے
بزمِ ہستی پہ اُس کا ہی احسان ہے   اُس کے دم سے ہی انسان، انسان ہے

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

آدمی کے شرف کا کیا اہتمام   بادشاہ کے برابر ہُوا اِک غلام
قابلِ رشک ہے آپ کا یہ نظام   آدمی جس میں ہے قابلِ احترام

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

آپ نبیوں میں ہیں ایک زندہ نبیؐ   مُردہ قوموں کو دی آپ نے زندگی
لائے قرآں جو تا حشر ہے مُکتفی   آپ سے ہم کو توحیدِ خالص ملی

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

فیضِ ختمِ نبوّت ہے بحرِ رواں   اِس کی برکت سے قائم یہ کون و مکاں
اس کا شیریں ثمر ہے مسیحؑ الزّماں   جس کے دِل سے اُٹھا نعرۂ عارفاں

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

حشر کے روز اے سرورِ کائناتؐ   آپ کی ہی شفاعت سے ہوگی نجات
خاکِ پا پر بھی لِلّٰہ کچھ التفات   آپؐ رحمت ہیں اے ذاتِ والا صفاتؐ

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

آپؐ ساقیِ کوثر ہیں عالی مقام   اپنے شبّیر کو دیجئے ایک جام
گو ہے عاصی مگر آپ کا ہے غلام   اس کا نعرہ ہے اِک عارفانہ کلام

خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد، خاتمُ الانبیاءؐ زندہ باد

صحبتِ صالحین

محترم جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے:

رکھ اپنی رسم و راہ کسی دیدہ ور کے ساتھ
اور بیٹھ اُٹھ ہمیشہ تو اہلِ نظر کے ساتھ

کھوٹے کھرے میں فرق کی جس کو نہیں تمیز
کر دوستی کبھی نہ تو اُس بے خبر کے ساتھ

بگڑے کبھی نہ تیرا مقدّر خدا کرے!
پالا پڑے تجھے نہ کسی بد گہر کے ساتھ

خود بڑھ کے پیش قدمی کو آتی ہیں منزلیں
ذوقِ سفر بھی ہو اگر عزمِ سفر کے ساتھ

ممکن نہیں کہ چین و سکوں ہو اُسے نصیب
اُلجھا لیا ہے جس نے کبھی دل سیم و زر کے ساتھ

ہے جستجو وفا کی تو اے دوست، دل لگا
اُس ربّ کائنات شہِ بحر و بر کے ساتھ

ہیں وہ تو اُس کی ایک تجلّی کے شاہکار
دُوں کیا مماثلت اُسے شمس و قمر کے ساتھ

پردے وہ خود ہی دیتا ہے یکسر سبھی اُٹھا
جب آپ لَو لگانے پہ آئے بشر کے ساتھ

سچّی دعا وہی ہے کہ جس میں ہو اے ندیم
دل بھی ترا گداز تری چشمِ تر کے ساتھ

منزل قریب آئی تو رستہ بدل لیا
اُف توبہ! یہ سلوک شریکِ سفر کے ساتھ

واجب ہے تجھ پہ بندۂ مومن ہے تو اگر
حسنِ سلوک اپنے ہر اک ہمسفر کے ساتھ

صدّیق اُٹھ کہ وقتِ سحر اب قریب ہے
جاگ اُٹھتا ہے نصیب دُعائے سحر کے ساتھ

○

اسلام میں عورت کا مقام

مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات

جناب منظور احمد خان صاحب۔ ساہیوال:

مستشرق کے معنے

میرے مقالہ کا موضوع ہے "قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات دربارہ عورت کا مقام"۔

سب سے پہلے میں لفظ مُستشرق کی تشریح کرتا ہوں فیروز اللغات میں اس لفظ کے آگے لکھا ہے "وہ فرنگی جو مشرقی زبانوں اور علوم کا ماہر ہو"۔ یاد رہے کہ لفظ فرنگی یورپ و امریکہ کے کسی بھی ملک سے تعلق رکھنے والے شخص کو کہتے ہیں۔ جیسے یہ شعر ہے ؎

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

اس شعر میں مجذوب فرنگی جرمن فلسفی نیٹشے کو کہا گیا ہے۔

یورپ میں عورت کے متعلق غلط تصورات کیسے پیدا ہوئے؟

(۱) اوّل یہ کہ خود غلط عیسائی پادری نہایت بدزبانی سے کام لیتے ہوئے مغرب کے نیم خواندہ طبقہ میں اسلام میں عورت کے بارہ میں بے سروپا باتیں مشہور کرتے رہے۔

(۲) دوسرے الف لیلوی ناولوں اور فلموں وغیرہ نے انتہائی غلط تاثرات عوام میں پیدا کئے۔ اور بعض بے عمل مسلمان بادشاہوں اور ان کی لونڈیوں کے بارہ میں بے بنیاد جھوٹے قصے گھڑے گئے۔

(۳) پڑھے لکھے طبقہ میں اپنی نام نہاد تحقیق و تدقیق کے ذریعہ سے مستشرقین حضرات نے غلط فہمیاں پھیلائیں۔

مستشرقین کے دو بڑے گروہ

پہلا گروہ مؤرخین حضرات کا ہے جیسے کارلائل، گبن، ڈیل، سپرنگر، سرولیم میور (جس نے نالفہ آنحضرت محمدؐ لکھی ہے) مارگولیتھ، فلپ ہٹی، ہاگرتھ، کیسانوا وغیرہ

دوسرے گروہ میں وہ مستشرقین شامل ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے تراجم کئے یا دوسروں کے مبہم تراجم کو دیکھ کر قرآن مجید اور احادیث کو ہدف تنقید بنایا۔ جارج سیل اولین مترجمین میں سے ہے اور مستشرقین کے ایک بڑے گروہ نے سیل ہی کے ترجمہ کو

جو کہ نہایت ہی غلط اور گمراہ کن ہے اپنی نگارشات میں استعمال کیا ہے اسی طرح راڈ ویل نے بھی ایک ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ پادری نولڈکی (جو Geschichte des Qorans کا جرمن مصنف ہے) فرانس کا سلویسٹر ڈی ساسی، ہرش فیلڈ اور جینڈ ئیل بڑے بڑے مستشرق سمجھے جاتے ہیں۔ سیل نے اصل میں ۱۶۹۸ء میں کئے ہوئے Marracci لاطینی زبان کے ایک نہایت ہی متعصبانہ اور مسخ شدہ ترجمے کو انگریزی زبان کا جامہ پہنایا ہے۔

اعتراضات کی دو بڑی قسمیں

(۱) رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اور ازواجِ مطہرات پر اعتراضات۔

(۲) قرآن کریم میں جو احکام شریعت عورتوں کے بارے میں مذکور ہیں اُن پر اعتراضات۔

میرے آج کے مقالہ کا موضوع یہی دوسری قسم ہے یعنی "قرآن مجید پر مستشرقین کے اعتراضات دربارہ عورت کا مقام"

از روئے قرآن جو پوزیشن عورت کی متعین ہوتی ہے اس پر چار بڑے بڑے اعتراضات کئے گئے ہیں:۔

(۱) عورت کی عام حیثیت اور سلوک۔

(۲) پردہ

(۳) تعددِ ازدواج

(۴) لونڈیاں

عورت کی عام حیثیت

مستشرقین نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کریم عورت کو ذہنی اور علمی اور معاشرتی طور پر ایک پسماندہ مخلوق قرار دیتا ہے۔ اسے مردوں کی نسبت بہت کم حقوق عطا کرتا ہے۔ یہ استدلال وہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات سے کرتے ہیں:۔

(۱) "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" (البقرہ: ۲۲۹)

یعنی عورتوں کے لئے ویسا ہی مقام ہے جیسے مردوں کے لئے۔ اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔

(۲) "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ...... وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔" (نساء: ۳۵)

یعنی مرد عورتوں پر نگران قرار دیئے گئے ہیں بوجہ اس فضیلت کے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی اور بوجہ اس بات کے کہ وہ اپنے مالوں میں سے عورتوں پر خرچ کرتے ہیں .... اور جن کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو تم انہیں نصیحت کرو اور انہیں خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو اور انہیں مارو۔

(۳) بقرہ آیت ۲۸۳ میں قانونِ شہادت بیان ہوتا ہے جس میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مقرر کرنے کا ارشاد ہے۔ اس پر اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ایک عورت ایک مرد کی جگہ کیوں نہیں لے سکتی؟ ایک مرد کے برابر دو عورتوں کو کیوں رکھا گیا ہے؟

(۴) سورہ نساء آیت ۱۲ میں ترکہ کے احکام میں جن میں ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر رکھا گیا ہے

"وَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔"

جوابات

اب میں ان آیات شریفہ پر پیدا کردہ اعتراضات کو لے کر ان کے جوابات دیتا ہوں۔ اصل میں عربی زبان اور محاورے کا حقہ واقفیت نہ ہونے اور محض غلط قسم کے لفظی ترجمے کی بنا پر مستشرقین کے دلوں میں یہ اعتراضات پیدا ہوئے ہیں۔

یاد رہے کہ ہم مسلمان انسان کی دو قسم کی زندگیوں میں ایمان رکھتے ہیں۔ پہلے دنیاوی زندگی اور مرنے کے بعد اُخروی زندگی۔ دنیوی زندگی چند روزہ اور عارضی ہے جس میں پیدائشی یا نسلی، ذہنی اور جسمانی، طبقاتی اور پیشہ ورانہ ماحول کے اختلافات دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ اختلافات دنیا کے کام چلانے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ خیال فرمایئے اگر دنیا کے تمام افراد بیک وقت ڈاکٹر یا انجینئر بن جائیں یا مزدور ہو جائیں۔ یا کاشتکار اور زمیندار بن جائیں تو انسانی زندگی کس قدر غیر متنوّع اور دشوار ہو جائے۔ بعینہٖ اسی طرح اس دنیا میں بقائے نسل، جذبہ عشق و محبت اور پرورش اولاد کی خاطر عورت اور مرد کے ذہنی اور جسمانی قویٰ کا مختلف ہونا لازمی ہے۔ یہ ایک عقلی اور واقعاتی دلیل ہمارے سامنے آتی ہے کہ بچے پیدا کرنا۔ انہیں دودھ پلانا۔ مرد کے لئے باعث تسکین و محبت و مودّت بننا۔ یہ فرائض بجا لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا ہے عورت کی ذہنی اور جسمانی ساخت اور استعداد یں مرد سے مختلف ہیں یہ مختلف ہونی چاہئیں تاکہ یہ کارخانۂ عالم چلتا رہے۔ اسی بنا پر قرآن کریم میں مرد کو قوّام کہا گیا ہے یعنی مرد عورت کا Protector, sustainer, maintainer یعنی نان و نفقہ کا ذمہ دار، جان اور عزت کا نگہبان اور ہر لحاظ سے اس پر نگران ہے۔ اس لئے اُسے ذہنی اور جسمانی طور پر عورت پر بھاری ہونا چاہیئے۔ اسی لئے عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ فرمایا۔ اس میں عورت کی ہتک یا اہانت کی کوئی بات نہیں۔ خود مرد بھی تو آپس میں ذہنی اور جسمانی اور اخلاقی لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس بات پر اعتراض کیوں ہو نہیں؟ قدرت نے عورت کے ذہنی اور جسمانی اعضاء بہ نسبت مرد کے نازک بنائے ہیں اس سے منشاءِ قدرت یہ ہے کہ عورت مردوں جیسے بھاری جسمانی کام اور اعصاب شکن ذہنی فرائض نہ ادا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۂ نساء کی آیات کی تفسیر فرماتے ہوئے کس قدر حقیقت افروز بات بیان فرماتے ہیں:۔

> "ذرا جنگ میں مردوں کے مقابلے میں
> عورتوں کی ایک فوج تو بھیج کر دیکھو۔ نتیجہ
> کیا نکلتا ہے؟"

یہاں ایک دلچسپ بات یاد آئی کہ جدید تحقیق سے یہ امر بھی ثابت ہوا ہے کہ انسانی دماغ میں سونے کی ایک نہایت ہی قلیل مقدار ہوتی ہے اور عورت کے دماغ میں مرد سے نسبتاً کم ہوتی ہے۔

پھر بڑا اعتراض "وَاضْرِبُوهُنَّ" پر ہے یعنی ان کو مارو۔ یاد رہے کہ انسانی سوسائٹی میں بگڑے ہوئے افراد کی اصلاح و تادیب کا یہ ایک اچھا طریق ہے۔ بچوں کی تربیت و تہذیب میں اور مجرموں کی اصلاح میں یہ طریق استعمال ہوتا ہے خود یورپ میں spanking کی جاتی ہے۔ مگر واضح رہے کہ مسلمانوں کے نیک ماحول میں اس طریق کو استعمال کرنے کی کبھی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ اس سے پہلے "فَعِظُوهُنَّ" اور "وَاهْجُرُوهُنَّ" کے مواقع موجود ہیں۔ یہ حکم مجبوراً طلاق کے حکم کی طرح ہے جسے کم سے کم بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا ہے اور پہلے دوسری تدبیر

کے ذریعہ اصلاحِ احوال کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ترکہ کا مسئلہ

عورت کا ترکہ میں نصف کا حقدار ہونا مرد کی نسبت سے اس کی ضرورت و حکمت بالکل عیاں اور صاف ظاہر ہے۔ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ عورت ایک قسم کی ذاتی جائیداد مہر کی صورت میں وصول کر لیتی ہے پھر عمر بھر روٹی۔ کپڑا اور مکان کی سہولتیں لیتی رہتی ہے اور سسرال میں خاوند کے ورثہ میں حصہ پاتی ہے اور میکے سے بھی ورثہ حاصل کرتی ہے۔

بایں ہمہ اگر وہ ترکہ میں بھی مردوں کے برابر کی حصہ دار بن جائے تو یہ مردوں کے ساتھ ناانصافی ہوتی۔ اسی لئے عدل اور توازن کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی کم تر ذمہ داریوں، یعنے maintenance کی وجہ سے اور مہر کی اضافی رقم وصول کرنے کی وجہ سے اور میکے اور خاوند کے ترکہ میں حصہ دار ہونے کی وجہ سے ترکہ میں اس کا حصہ مرد سے کم ہو۔ معترضین کے مذہب میں تو عورت اتنے کی حقدار بھی نہیں ہے۔ چھاج تو بولے سو بولے چھلنی کیا بولے جس میں سو چھید۔

قانونِ شہادت کی حکمت

متعلقہ آیت کو ذرا غور سے پڑھیئے!

اس میں دماغ روشن کرنے والی اور علم و حکمت اور معرفت کی باتیں نظر آئیں گی۔ فرمایا:-

"وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ
رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ
فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ
مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى"

کہ گواہی مقرر کر لیا کرو دو گواہوں کی مردوں میں سے اور اگر نہ پا سکو دو مرد تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لیا کرو جنہیں تم پسند کرو تاکہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔

قارئین کرام! اس آیت کے اس حصے سے خاکسار پردے کے بارے میں استدلال کیا کرتا ہے پردے کے حکم اور مردوں اور عورتوں میں آزادانہ خلاملا کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ایک مرد کے برابر دو عورتوں کی ضرورت پڑی پس پردہ اور free mixing نہ ہونے کی وجہ سے ایک مرد کے برابر دو عورتوں کا ہونا لازمی ہے تاکہ ایک کی یادداشت پر کلیتہً بھروسہ نہ کیا جائے اور وہ ایک دوسری کو consult کرسکیں۔

عورت کو اپنے محدود دائرہ عمل کی بناء پر عدالتی کارروائیوں کے چکروں اور قباحتوں کا نہ علم ہوتا ہے نہ تجربہ۔ بعض دفعہ وکیلوں کی جرح اور عدالت کا رعب بڑے بڑوں کا پتہ آب کر دیتا ہے تو کمزور ناتجربہ کار اور فی الخصام غیر مبین۔ بے چاری اکیلی عورت کیسے اپنے حواس قائم رکھ سکے گی پس کیا ہی پُرحکمت قانونِ شہادت ہے جو قرآن کریم نے سکھایا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم!

اہلِ یورپ کی تحقیق میں بھی عورت نفسیاتی لحاظ سے ناقص اور غیر مکمل ثابت ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر ہارڈنگ ماہر نفسیات نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ "The way of all women" - تمام عورتوں کی راہ۔ اس میں وہ لکھتا ہے:-

"عورتوں کے ... عام ... ہوتا ہے

جہاں اُن سے کہا جائے کہ وہ کسی مسئلہ کی جزئیات کو پوری پوری صحت کے ساتھ بیان کر دیں۔"

پردہ کا بہترین حکم

اصل میں معترضین نے اپنے اعتراضات میں خالص قرآنی تعلیم اور سنّت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا بلکہ اسلام کے دَورِ ملوکیّت اور مسلمانوں کے انحطاط پذیر دَور اور غیر مہذبانہ معاشرے میں جو سلوک عورتوں سے ہوتے دیکھا اس پر اپنے اعتراضات کی بنیاد رکھ دی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے (خلیفہ بننے سے پیشتر) اسی مضمون پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ مغرب نے آج تک پردے پر کوئی سائنٹفک اعتراض کیا ہی نہیں۔ خاکسار کے پاس مکرم پروفیسر عبد السلام صاحب بیٹھے ہوئے تھے خاکسار نے فوراً سوالیہ نگاہوں سے بغور اُن کی طرف دیکھا تو انھوں نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "یہ بالکل درست ہے"

اسلامی معاشرہ کے علاوہ تاریخِ عالم شاہد ہے کہ بابلی تہذیب، یونانی معاشرے اور رومن دور میں عورت کی جو گت بنا رہی اُسے پڑھ کر انسانیت سر پیٹ لیتی ہے کم و بیش وہی صورتِ حال اٹھارہویں صدی کے آغاز تک عیسائی دنیا میں رائج رہی۔ پھر مغرب میں اس کے خلاف شدید ردِّ عمل شروع ہوا اور بے جا جنسی آزادی نے راہ پائی۔ اسی ردِّ عمل کی عینک سے اسلامی پردے کو بھی دیکھا جانے لگا۔ یہی تسلسلِ ردِّ عمل عورتوں کی movement جو کا باعث بنا اور [illegible] سے یہ سال بھی عالمی سالِ خواتین ہے۔ ایک رہمن نے کہا [illegible] کہ یہ سال اچھا ہے۔

قارئین کرام! اب میں بتلاتا ہوں کہ اسلام میں پردہ کے احکام اور حکمتیں کیا ہیں؟

قرآن مجید میں یہ حکم ہے کہ مرد اور عورتیں نگاہیں نیچی رکھیں۔ عورتیں اپنی اوڑھنیاں کھینچ کر سینوں تک لے آئیں۔ پاؤں زمین پر مار مار کر نہ چلیں اور مردوں پر اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔

حضرات! بیباک نگاہوں کے فتنوں نے، عریاں لباس اور غیر مردوں کے ساتھ آزادانہ خلا ملا نے آج کے غیر اسلامی معاشرے میں جو آگ بھڑکا رکھی ہے اس سے کون واقف نہیں۔ اسلامی پردہ کوئی قید تو نہیں۔ کون سا کام ہے جو پردہ دار خواتین نہیں کر سکتیں اور پہلے نہیں کرتی رہیں۔ نماز با جماعت ادا کرنا، حج کرنا، تعلیم و تدریس، شہسواری کرنا، جنگی تماشوں کا دیکھنا، نرسنگ کرنا۔ (حضرت رفیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نرسنگ کیمپ مثال ہے) میدانِ جنگ میں زخمیوں کو پانی پلانا اور پھر وقت پڑنے پر تلوار بھی اٹھا لینا۔ یہ سب کچھ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد اسلامی معاشرہ میں ہی ہوتا رہا ہے اور اس میں کسی قسم کی قباحت اور اعتراض کی بات نہیں ہے

یورپ میں بھی انتہائی سرد ممالک میں عورتوں کا باہر جانے کا لباس ایسا ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ پھر عیسائی راہبہ خواتین کا لباس دیکھ لو ان سب پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ امریکہ میں ایک بار محترمہ ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین صاحبہ سے برقعہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انھوں نے اس کا ایک سادہ سا جواب دیا

[illegible]

"یہ مسلمان عورتوں کا [illegible]"

کچھ عرصہ پہلے تک اسلامی پردہ کی خوبیوں کے معترف ہندوؤں میں بھی نیک دل لوگ موجود تھے۔ "ہدایت نامہ بیوی" ایک مشہور اور کثیر الاشاعت کتاب تھی جو کویراج ہرنام داس بی اے نے لکھی تھی اس میں اُس نے اسلامی پردے کی تعریف کی ہے اور ہندو عورتوں کو بھی اسے اپنانے کا مشورہ دیا ہے۔ خاکسار نے خود بچپن میں والد صاحب مرحوم کے ایک ہندو دوست کی بیوی اور لڑکی کو باقاعدہ اسلامی طرز کا برقعہ اوڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

برادرانِ گرامی! پردے کی اصل غرض و غایت قیام عفت ہے۔ اسی لئے اسلام میں عمر رسیدہ خواتین کے لئے چنداں پردہ نہیں اور نابالغ بچوں سے پردہ نہیں اور محرم بالغ مردوں سے پردہ نہیں۔ اس کے برعکس بعض خاص قسم کی فتنہ پرداز عورتوں سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر اسلام میں پردہ کا مقصد بے جا قید اور عورت ذات کی اہانت کرنا ہوتا تو پھر پیدا ہونے سے قبر تک عورت کو پردے میں رکھا جاتا۔ مگر صرف جوانی کی حالت میں اور صرف غیر محرموں اور صرف بالغوں سے پردہ کروانے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس حکم کی کوئی اعلیٰ غرض ہے اور وہ ہے قیام تقویٰ اور قیام عفت۔ اگر تقویٰ اور عفت کی قدر و قیمت مغربی ذہن نہیں سمجھ سکتا تو اس سے قرآنی احکام کی برتری پر کوئی فرق نہیں آتا۔ اسلام میں آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم مرد کو مخاطب کر کے پہلے دیا گیا ہے۔

ضرورت صرف تقویٰ و عفت کو ذہنی طور پر قبول کرنے اور عادت میں شامل کرنے کی ہے۔ یوں تو ننگے رہنے والے (Nudists) بھی کہتے ہیں کہ سر سے لباس پہننا ہی بے حیائی ہے اور قدرتی پیدائش پر مصنوعی خول چڑھانا ہے مستشرقین حضرات ان کو کیا جواب دیں گے؟

تعددِ ازدواج

ایک بڑا اعتراض اسلام میں ایک سے زیادہ شادیوں کے بارے میں کیا جاتا ہے اور اس اعتراض میں صرف بیگانے ہی نہیں بلکہ بعض نادان و جاہل قسم کے مسلمان بھی شامل ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو تو تورات پڑھ کر ہی خاموش ہو جانا چاہیئے تھا جس میں گزشتہ انبیاء کی سو سو بلکہ ہزار ہزار تک بیویاں کرنے کے واقعات مرقوم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخی تحقیق کے مطابق تو حضرت مریم صدیقہ کے میاں یوسف نجار کی بھی ایک بیوی پہلے سے موجود تھی۔

اسلام میں ضرورت کے مطابق چار تک بیویاں کرنے کے بارے میں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ حکم نہیں ہے بلکہ محض ضرورت کے وقت اجازت ہے اور وہ بھی عدل کی کڑی شرط کے ساتھ۔ انسانی زندگی میں بعض حالات ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ جن کا واحد حل یا علاج دوسری، تیسری یا چوتھی شادی ہی ہو سکتا ہے۔ مثلاً:۔

(۱) جنگوں کی صورت میں بیوگان اور یتیم لڑکیوں کا مسئلہ
(۲) دائم المریض بیوی کی صورت میں۔
(۳) بانجھ بیوی کی صورت میں۔
(۴) اولادِ نرینہ پیدا نہ کرنے والی بیوی کی صورت میں۔

جو انسان ان حالات سے دوچار ہو وہ دو ہی باتیں اختیار کر سکتا تھا۔ یا تو مجبوراً بیمار اور معذور بیوی کو طلاق دے کر بے سہارا چھوڑ دیتا یا پھر جھک مارتا پھرتا ہے جیسا کہ یورپ اور امریکہ میں آج کل ہو رہا ہے۔ اسی طرح جنگی بیواؤں اور یتیم لڑکیوں کو معاشرے میں بے سہارا چھوڑ کر خرابیوں کا باعث بننے دیا جاتا ہے۔

مگر اسلام نے عورت پر پہلی صورت میں بھی ظلم روا نہیں رکھا اور نہ ہی اخلاق یا خانگی کی دوسری صورت کی ہی اجازت دی ہے۔ بلکہ ان مشکلات کا ایک نہایت عادلانہ اور پر حکمت لاثانی حل پیش کیا ہے۔

یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کے مطابق دوسری، تیسری یا چوتھی بیوی بننے سے پہلے خود ان عورتوں کو ہاں یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کوئی زبردستی کا سودا نہیں۔

غیر مذاہب والے بھی جب تعصّب سے بالاتر ہو کر سوچتے ہیں تو انہیں بھی تعدّد ازدواج کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور اسی طریقہ میں ہی معاشرے کی بعض مشکلات کا حل نظر آتا ہے۔ جب میں ہندوستان میں جنگی قیدی تھا تو وہاں ہندو فلسفہ کے بہت بڑے عالم اور ہند کے ایک سابق صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن کی ایک کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی کتاب کا نام "دھرم اور کلچر" ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں بڑھتی ہوئی نسوانی آبادی اور پہلی بیوی کی بیماری وغیرہ کی صورت میں تعدّد ازدواج کی افادیت کا واشگاف الفاظ میں اعتراف اور پرچار کیا ہے۔ اسی طرح یورپ کے ایک مفکر ڈاکٹر UNWIN نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "Sex & Culture." اس میں وہ لکھتا ہے:۔

"آج تک کوئی قوم Monogamy
یعنی وحدتِ زوجہ کے تصور کو دیر تک
قائم نہیں رکھ سکی۔"

لونڈیوں کا مسئلہ

اب میں لونڈیوں کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔ جب کوئی شخص اعتراض کے رنگ میں لونڈیوں اور غلاموں کا ذکر کرتا ہے تو اُسی کے ذہن میں حبشہ یا دوسرے ممالک سے جبراً پکڑے ہوئے اغوا شدہ نفوس اور سفینہ کام Slave Driver کا تصور ہوتا ہے۔ یا اُن کے خیال میں عرب، روم و مصر کی قبل از اسلام غلامی کا نقشہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈی غلام بنانے کا جواز صرف اور صرف جنگی قیدیوں کی صورت میں موجود ہے اور وہ بھی جوابی صورت میں جیسا کہ فرمایا:۔

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ
اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ"
(انفال: ۶۸)

یعنی خوب خونریز جنگ میں جو مرد یا مخالف عورتیں جنگ میں شریک ہوں ان کو قیدی بنانا جائز ہے۔

اور پھر سورۃ مومنون آیت ۷ میں فرمایا:۔

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ"

تو محاورہ میں دائیں ہاتھ سے مراد تسلّط اور قوت اور قبضہ کو بھی ظاہر کرتا ہے یعنی جنگ کی صورت میں قبضہ میں لی ہوئی عورتیں۔ واضح رہے کہ نکاح کی باقاعدہ صورت میں جس میں عورت کی رضامندی اور اس کے ولی کی رضامندی ضروری ہے۔ جنگی قیدیوں کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ نہ عورت آزاد عورت ہے نہ اس کی مرضی آزاد۔ اس کی مرضی اُس کے مالک کی مرضی ہے۔ دیہات میں ابھی تک خاوند کو مالک کہا جاتا ہے۔

یہاں پر مناسب ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی کتاب "چشمہ معرفت" کا ایک اقتباس پیش کیا جائے

حضور اقدسؑ اپنی کتاب چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۲
۲۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"رہا یہ امر کہ کافروں کی عورتوں اور لڑکیوں
کو جو لڑائیوں میں ہاتھ آویں لونڈیاں بنا
کر اُن سے ہمبستر ہونا تو یہ ایک ایسا امر
ہے جو شخص اصل حقیقت پر اطلاع پاوے
وہ اس کو ہرگز محل اعتراض نہیں ٹھہرائیگا
اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اس ابتدائی
زمانہ میں اکثر خیال اور خبیث طبع لوگ
ناحق اسلام کے دشمن ہو کر طرح طرح کے
دکھ مسلمانوں کو دیتے تھے اگر کسی مسلمان
کو قتل کریں تو اکثر اس میت کے ہاتھ پیر
اور ناک کاٹ دیتے تھے اور بے رحمی سے
بچوں کو بھی قتل کرتے تھے اور اگر کسی غریب
مظلوم کی کی عورت ہاتھ آتی تھی تو اس کو
لونڈی بناتے تھے اور اپنی عورتوں میں۔
(مگر لونڈی کی طرح) اس کو داخل کرتے تھے
اور کوئی پہلو ظلم کا نہیں تھا جو انھوں نے
اٹھا رکھا تھا۔ ایک مدت دراز تک مسلمانوں
کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملتا رہا کہ
ان لوگوں کی شرارتوں پر صبر کرو مگر آخرکار
جب ظلم حد سے بڑھ گیا تو خدا نے اجازت
دے دی کہ اب ان شریر لوگوں سے لڑو
اور جس قدر وہ زیادتی کرتے ہیں اس سے
زیادہ نہ کرو۔ لیکن پھر بھی مُثلہ کرنے سے
منع کیا یعنی منع فرما دیا کہ کافروں کے کسی
مقتول کی ناک، کان ہاتھ وغیرہ نہیں کاٹنے
چاہئیں۔"

اسی طرح حضور اقدسؑ اسی کتاب کے حاشیہ ۲۵۳ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ نکاح کی اصل حقیقت یہ ہے
کہ عورت اور اس کے ولی کی نیز مرد کی بھی
رضامندی لی جاتی ہے۔ لیکن جس حالت میں
ایک عورت اپنی آزادی کے حقوق کھو چکی ہے
اور وہ آزاد نہیں ہے بلکہ وہ ان ظالم طبع
جنگجو لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مردوں
اور عورتوں پر بے جا ظلم کئے ہیں تو ایسی
عورت جب گرفتار ہو کر اپنے اقارب کے
جرائم کی پاداش میں لونڈی بنائی گئی تو اس
کی آزادی کے حقوق سب تلف ہو گئے
لہٰذا اب وہ فتحیاب بادشاہ کی لونڈی
ہے اور ایسی عورت کو حرم میں داخل کرنے
کے لئے اس کی رضامندی کی ضرورت نہیں
بلکہ اس کے جنگجو اقارب پر فتحیاب ہو کر
اس کو اپنے قبضہ میں لانا یہی اس کی رضامندی
ہے یہی حکم توریت میں بھی موجود ہے
ہاں قرآن شریف میں فلا اقتحم العقبۃ... فک رقبۃ یعنی
لونڈی غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا
کام بیان فرمایا ہے اور عام مسلمانوں کو
رغبت دی ہے کہ اگر وہ ایسی لونڈیوں

اور غلاموں کو آزاد کر دیں تو خدا کے نزدیک بڑا اجر حاصل کریں گے۔ اگرچہ مسلمان بادشاہ ایسے خبیث اور چنڈال لوگوں پر فتح یاب ہو کر غلام اور لونڈی بنانے کا حق رکھتا ہے مگر پھر بھی بدی کے مقابل پر نیکی کرنا خدا نے پسند فرمایا ہے یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کملاتے ہیں انہوں نے یہ تعدّی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بناویں کیونکہ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگجو فرقہ کے مقابل پر صرف اسی قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو۔ پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر لوگ جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو اور ان کے مردوں اور عورتوں کو لونڈیاں اور غلام بناویں۔ بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانے میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔"

دوستو اور بزرگو! اسلام نے تو قدم قدم پر اور ہر موقعہ پر پرانے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے حضور روحانی درجات حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ قرار دیا ہے جیسا کہ سورۃ البلد میں فَكُّ رَقَبَةٍ کی آیت سے ظاہر ہے۔ پھر غلاموں لونڈیوں سے ایسا حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ آزاد کر دیئے جانے پر بھی وہ اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے انکار کر دیں۔ جیسے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔

ایک دفعہ ریڈرز ڈائجسٹ پاکستان میں ایک مضمون 'Islam, the misunderstood religion' چھپا تھا۔ بہرحال ہی میں ایک مستشرق ڈاکٹر وگلیری کی کتاب 'An intrapretation of Islam' بہت سے احمدی دوستوں نے پڑھی ہو گی۔ ان میں انہوں نے اسلام کو غلامی رائج کرنے سے بالکل مبرّا قرار دیا ہے۔ بلکہ بتدریج غلامی کو ختم کرنے والا مذہب قرار دیا اور غلاموں اور لونڈیوں سے حسن سلوک کو انتہا تک پہنچا دینے والا مذہب بتایا ہے۔ ڈاکٹر وگلیری لکھتی ہیں کہ قرآن مجید میں لونڈیوں کو فتیاتکم کہا گیا ہے یعنی تمہاری نوجوان بیٹیاں۔ اور کتاب النکاح بخاری شریف میں آیا ہے کہ:—

"اگر تم میں سے کوئی اپنی لونڈی کو تعلیم دے، تہذیب سکھلائے پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔"

عورت کے متعلق اسلامی احکام

میں نے مقالہ کے شروع میں عرض کیا تھا کہ ہم مسلمان اُخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور اسے مستقل حیثیت قرار دیتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ کیا اسلام نے اس زندگی میں عورت کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا رکھا ہے؟ اس بارے میں جو آیات کریمہ قرآن کریم میں آئی ہیں وہ

یہ بھی ہے۔

(۱) جنّت میں داخلہ۔ "یآدم اسکن انت وزوجک الجنّۃ" (رعد: ۲۴)

(۲) کسی کا عمل ضائع نہیں ہو گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت (آلِ عمران: ۱۹۶)

(۳) "ومن یّعمل من الصّٰلحٰت من ذکر وانثٰی وھو مؤمن فاُولٰئک یدخلون الجنّۃ۔" (نساء: ۱۲۵)

اس کے بعد عام معاشرت میں:—

(۴) "عاشروھنّ بالمعروف" (نساء: ۲۰)

(۵) طلاق دیتے وقت عورت پر زیادتی مت کرو۔ کسی عورت کی مجبوری سے فائدہ مت اٹھاؤ۔ دودھ پلانے کا معاوضہ ادا کرو۔ بچے کی طرف سے تکلیف مت پہنچاؤ۔ پہاڑ جتنا مال بیوی کو دے کر بھی واپس مت لو۔ (بقرہ: ۲۳۱ تا ۲۳۴)

(۶) "ھنّ لباسٌ لّکم وانتم لباسٌ لّھنّ" (نساء: ۲۱)

(۷) بیوی باعثِ تسکین۔ تم میں ہم نے مودّت و رحمت بنائی ہے۔ (سورہ روم)

(تین چیزیں باعثِ تسکین ہیں۔ بیوی، رات اور نبی کی دعا)

(۸) پھر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق آیات ہیں جن میں عورت یعنی والدہ بھی شامل ہے۔ (روم ۲۱ بنی اسرائیل: ۲۴، ۲۵، عنکبوت: ۹، احقاف ۱۴)

(۹) نکاح میں عورت کی مرضی حاصل کرنا، اس کا مہر مقرر کرنا۔ ورثہ میں حصہ دینا، حق خلع دینا۔

شارعِ اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عورتوں سے اپنا سلوک

یہ آپ دیکھیں کہ جس پاک ہستی پر قرآن کریم نازل ہوا اس کا اپنا سلوک عورتوں کے ساتھ کیسا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ سو فیصد عدل کا معاملہ فرماتے۔ بیواؤں کی خبر گیری کرتے۔ معمر بیکس عورتوں کی باتوں سے اکتاتے نہ تھے بلکہ توجہ سے سنتے رہتے۔ مجبور عورتوں کی بکریوں کا دودھ تک خود دوہ کر دیتے۔

شولری (Chivalry) انگریزی کا ایک لفظ ہے جس کے معنے گو بہادری کے ہیں مگر محاورے میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے لئے ایثار سے پیش آنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے شولری یا تکریم النّساء کے جو نمونے بہت عرصہ پہلے پیش فرمائے آج اہلِ یورپ نے سر والٹر ریلے کے واقعہ کو شولری کی علامت قرار دے لیا ہے حالانکہ بات اتنی تھی کہ اس نے ایک ملکہ کے پاؤں کو کیچڑ سے بچانے کے لئے اپنا کوٹ زمین پر بچھا دیا تھا۔ شولری عمل میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے دنیا کو سکھائی۔ حضور علیہ السلام اپنی ازواج کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنہ آگے کر دیا کرتے تھے۔ خواتین کی سواریوں کو تیز چلانے سے روکتے تھے کہ ان نازک آبگینوں کو تکلیف نہ پہونچے اور "قواریراً قواریراً" کے الفاظ فرماتے تھے۔

حضور اقدس نے تفریح اور خوش طبعی کے لئے اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے دوڑیں لگائی ہیں اور ان کو

مغربی فنون کے تماشے، کندھے کے پیچھے سے دکھاتے ہیں اور پھر یہ قول تو حضور علیہ السلام کا ضرب المثل بن چکا ہے کہ :-

"خیرکم خیرکم لاهله وانا
خیرکم لاهلی"

کہ تم میں سے بہترین مرد وہ ہے جس کا
سلوک اپنی بیوی سے اچھا ہے اور میں اپنے
اہل سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

انجیل کی حوّا اور قرآن کی حوّا

انجیل کی رو سے آدم کو جنت سے نکلنے والی یہی ہستی یعنی ان کی بیوی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں قرآن کریم نے حضرت آدمؑ اور حوّا دونوں کو اجتہادی غلطی کرنے اور شیطان کے وسوسے میں آجانے والا قرار دیا ہے اور معاف فرمایا۔ اس کے برعکس انجیل نے حوّا کو معاف نہیں کیا اور اس فروگذاشت کو ورثے کا گناہ بنا کر رہتی دنیا تک انسانیت پر مسلط کر دیا۔ مگر قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو معاف فرما دیا۔

اب ذرا عیسائی دنیا کے خیالات بھی عورت کے بارے میں سُن لیجئے۔ Tertullian اور Chrysostum دو مشہور مصنف فرماتے ہیں :-

"(عورت) وہ شیطان کے آنے کا دروازہ
ہے۔ وہ شجرِ ممنوعہ کی طرف لے جانے والی
خدا کے قانون کو توڑنے والی۔ ناگزیر برائی
اور پیدائشی وسوسہ ہے۔"

ایسا اس کے مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہاری ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ اور تمہاری بیویاں تمہارے لئے تسکین و مودت اور رحمت کا موجب ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ!

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا کے
تعلق کی پہلی گواہ یہی عورتیں ہی تو ہیں۔
اگر ان سے تعلقات اچھے نہیں تو پھر
خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو؟"

(اخبار الحکم۔ ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء)

آخر میں اس صنفِ نازک کے بارہ میں سلسلہ کی بزرگ شاعرہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے چند اشعار پیش کر کے میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ؎

رکھ پیشِ نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی

عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی

گویا تو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

وہ رحمتِ عالم آتا ہے۔ تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
...... ان ظلموں سے چھڑواتا ہے

*

؎
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اسلامی شریعت کی رُو سے مسلمان کی تعریف

از محترم مولوی محمد انیس الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اسلام جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اور دنیا میں قیام امن اور شرف انسانیت کو قائم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ دین اسلام کو آخری اور مکمل شریعت قرار دے کر اس پر عمل پیرا ہونا انسان کے لئے دینی و دنیاوی مشکلات سے نجات کا باعث قرار دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ عام مسلمانوں نے اس عظیم نعمت کی کما حقہ قدر نہ کی بلکہ اس شریعتِ عظمیٰ کو پسِ پشت ڈال کر ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنی من گھڑت تاویلات و تشریحات کرتے ہوئے قرآن عظیم کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے اور اس بات کی شکایت خود رسول خدا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے روز ربِّ جلیل کے سامنے اس طرح پیش فرمائیں گے:۔۔۔

"یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔"

کہ اے میرے رب۔ میری قوم نے اس قرآنِ عظیم کو متروک کتاب کی طرح چھوڑ دیا تھا۔

نیز فخرِ موجودات، سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کے طور پر امت کی بے عملی کا نقشہ یوں کھینچا ہے:۔

"یاتی علی امتی زمان لا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمہٗ و لا یبقیٰ من القراٰن الّا رسمہٗ۔ مساجد عامرۃٌ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شرّ من تحت ادیم السمآء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔"

یعنی میری امت پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف حروف باقی رہ جائینگے مساجد ویران ہوں گی اور وہ ہدایت سے خالی ہوں گی اور علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور ان سے فتنہ و فساد پیدا ہوگا۔

الغرض قرآن و احادیث کی پیشگوئی کے تحت عوام و خواص علم و عمل سے عاری ہو گئے اور وہ قرآنی تعلیم کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ اسلام اور اپنی خود تراشیدہ مسلمانی پر غرور و تکبر کرنے لگے اور ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو کر قتل و غارت گری پر

تُل گئے اور ایک دوسرے کو کاٹ کھانے میں مصروف ہو گئے قرآن
عظیم نے اسلام کی جو حسین تعلیم اور مسلمان کی جو تعریف بیان
فرمائی اس کو سمجھنے سے عاجز اور قاصر رہے۔ اسلام نے مسلمان
بننے کی جو صفات اور شرائط بیان کی ہیں ان کو بھلا کر جبر و
اکراہ کی راہ اختیار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے
در پے ہو گئے۔

ذیل میں ہم، اسلام کیا ہے اور مسلمان کس کو کہتے ہیں
اور اس کی کیا شرائط ہیں اور کن کن اعمال کے بجا لانے سے انسان
حقیقی مسلمان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ درج کرتے ہیں جس
سے اسلام کی عظیم و حسین تعلیم کو سمجھنے میں مدد ملے گی انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔
"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ
مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ ۭ
کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ
عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا"○
(سورۃ نساء: ع ۱۳)

یعنی۔ اے ایمان والو جب تم سفر کرو اللہ تعالیٰ
کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور اس شخص کو جو
تمہیں سلام کرے مت کہو کہ تو مومن نہیں
تم دنیا کی زندگی کے اسباب کے طالب ہو
سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی اس
سے پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر فضل
کیا سو اب تم تحقیق کر لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے ایک اور مقام پر مکہ کے
ارد گرد رہنے والے دیہاتیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔
"قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ
تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا
یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ۭ وَاِنْ
تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ
مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰہَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ
لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ
وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۭ اُولٰۗئِکَ
ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ"○
(سورہ الحجرات۔ ع ۲)

دیہاتی گنوار لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن بن
گئے ہیں ان سے کہدو تم ابھی مومن نہیں
کہلا سکتے البتہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ تم
اسلام میں داخل ہو گئے ہو اور ابھی ایمان
نے تمہارے دلوں میں جگہ نہیں پکڑی ہے
اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
کرو گے تو تمہارے اعمال میں سے کوئی عمل
ناکارہ نہیں جانے دیا جائے گا۔ اللہ

بخشنے والا مہربان ہے۔ مومن صرف وہ ہیں
جو اللہ پر ایمان رکھتے اور اس کے رسولؐ
کو مانتے ہیں اور پھر کسی تذبذب اور تامّل
سے کام نہیں لیتے۔ اللہ کی راہ میں اپنی
جانیں بھی قربان کرتے ہیں اور مالوں کے
نذرانے بھی لاتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

مذکورہ آیت کریمہ میں دیہاتی اور گنوار لوگوں کے اسلام کو بھی تسلیم کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے اور صدقِ دل سے مال و جان قربان کرنے والے ہی اصل میں مومن ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ ع ۱۵ میں حواریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ
أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا
آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ٥"

یعنی۔ اور جب ہم نے حواریوں کو وحی کی
کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان
لائیں۔ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور
گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

مذکورہ آیت میں بھی محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والوں کو مومن اور مسلمان قرار دیا گیا ہے۔

اوپر کی تینوں آیات کے علاوہ اور متعدد مقامات پر اسلام اور مسلمان کی تعریف موجود ہے لیکن اس جگہ انہی آیات پر اکتفا کرتے ہوئے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور مسلمان کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

تمام محدثین کے نزدیک اسلام اور مسلمان ہونے کی بنیاد پانچ باتوں کو قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں مشہور حدیث ہے:۔

"بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ
أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ
وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ
رَمَضَانَ"

یعنی اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے اوّل
اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں
دوم۔ نماز قائم کرنا۔ سوم زکوٰۃ دینا
چہارم۔ حج کرنا۔ پنجم۔ رمضان کے روزے رکھنا

اسی طرح ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور اسلام کی حقیقت دریافت کی۔ اس پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول
ہیں اور تو نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے
رمضان کے روزے رکھے اور اگر ہو سکے
تو بیت اللہ کا حج کرے۔"

اس پر جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اسی طرح امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا
وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي
لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا
تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِي ذِمَّتِهٖ"

(بخاری جلد اوّل باب فضل استقبال القبلہ)

کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت اس کو حاصل ہے پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر خدا تعالیٰ کے عہد کو نہ توڑو۔

مذکورہ بالا تینوں احادیث میں مسلمان کی واضح تعریف بیان ہوئی ہے جس سے کسی ذی شعور، عاقل و بالغ کو خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

بزرگانِ سلف میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بہت بلند مقام ہے۔ آپ بارھویں صدی کے مجدّد بھی تھے وہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ میں فرماتے ہیں:-

"ثلٰث من اصل الایمان الکف
عمن قال لا الٰہ الا اللّٰہ لا نکفّرہٗ
بذنب ولا نخرجہٗ من الاسلام
بعمل۔"

یعنی اصل ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کرنا۔ ہم اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیں گے اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اسلام سے خارج کریں گے۔

مولانا شبلی نعمانی اسلامی عقائد بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب الکلام صفحہ ۱۷۸ میں لکھتے ہیں:-

"اسلام کی اصل بنیاد جن اصولوں پر قائم ہے وہ صرف توحید اور نبوت ہے من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ۔ اسلام بالکل سادہ اور صاف اور مختصر ہے اور یہی سادگی ہے جس کی بنا پر اسلام کو تمام مذاہب پر ترجیح حاصل ہے۔ اسی سادگی پر یورپ کا ایک محقق ان الفاظ میں حسرت ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی عیسائی مذہب کے طول و طویل اور پرپیچ عقائد مذہبی پر نظر ڈالے گا تو بول اٹھے گا کہ آہ میرا مذہب ایسا سادہ اور صاف کیوں نہ ہوا کہ میں ایمان لایا خدا پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہی دو لفظ تھے جن کے زبان پر لانے سے اور یقین کرنے سے دفعتہً کافر مسلمان، گمراہ ہدایت یافتہ، شقی سعید اور مردود مقبول بن جاتا تھا۔ لیکن زمانہ کے امتداد اور طبائع کے اختلاف نے اس متن پر سینکڑوں حاشیے بڑھا دیئے اور اب اسلام ایک ایسے مجموعہ مسائل کا [illegible] ہو گیا ہے جس [illegible] توحید اور

کے لوگ سمجھانے سے بھی نہ سمجھے۔"

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب عبقات صفحہ ۲۶۲ میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث من قال لآ الٰہ الاّ اللہ عصم منی دمہ ومالہ درج کرکے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اسلام میں
جو داخل ہو گیا وہ ان حقوق کو حاصل کر
لیتا ہے جن کا ذکر حدیث میں کیا گیا اب
خواہ اسلام میں اس کا دخول الفاظ کے
ذریعے سے ہوا یعنی کلمہ لآ الٰہ الا اللہ کا تلفظ
کرکے دائرہ اسلام میں وہ داخل ہوا ہو یا
بجائے اس کلمہ کے اس نے اَسْلَمْتُ سے
مقصد کو ادا کیا ہو یا اشارہ سے اس کو سمجھایا
ہو یا ایسے افعال جو مسلمان ہونے پر دلالت
کرتے ہیں ان پر عمل پیرا ہو مثلاً مسلمانوں
کے تہواروں کو منایا جائے یا مسلمانوں
کے خصوصی شعار کو اس طور پر اختیار کیا جائے
کہ اسلام کی منافی باتیں اس سے سرزد نہ
ہوں تو یہ ساری من قال لآ الٰہ الا
اللہ ہی کی تعمیل کی شکلیں قرار پائیں گی
اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد مبارک کہ من قالَ لَآ اِلٰہَ
الاّ اللہ دخل الجنۃ اس کا مطلب
بھی یہی ہے کہ دین اسلام کی جس نے تصدیق
کی اور اس دین کے دائرہ میں داخل ہو گیا
اس کو استحقاق جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔"

مولانا شبیر احمد عثمانی جو عہد حاضر کے علماء میں شمار کئے جاتے ہیں انھوں نے ایک دفعہ مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ کے موقع پر فرمایا:۔

"مسلم لیگ نے اپنے دستور میں اعلان کر
دیا ہے کہ ہماری مراد مسلم کے لفظ سے صرف
اس قدر ہے کہ اس میں شریک ہونے والا
اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کا کلمہ
پڑھتا ہو۔"

(خطباتِ صدارت۔ صفحہ ۱۵)

جماعتِ اسلامی کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی اپنی تصنیف "دستوری سفارشات" میں اسلامی مملکت میں بنیادی حقوق انسانی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسلامی حکومت کا چوتھا اصول یہ ہے
کہ اس میں لوگوں کو جان، مال اور عزت
کے تحفظ کی جو ضمانت دی جائے گی وہ
کسی شخص یا گروہ کی طرف سے نہیں بلکہ
خدا اور رسول کی طرف سے دی جائیگی
اور قانونِ خداوندی کے سوا کسی دوسرے
قانون کے تحت کسی شخص کے ان بنیادی
حقوق پر ہاتھ نہ ڈالا جا سکے گا اور
دستوری قاعدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے
۔۔۔۔ جس شخص نے وہ نماز ادا کی جو ہم
ادا کرتے ہیں۔ اس قبلہ کی طرف رخ کیا

جس کی طرف ہم رُخ کرتے ہیں اور ہمارا ذبیحہ
کھایا وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور
اس کے رسولؐ کا ذمہ ہے پس تم اللہ کے
دیئے ہوئے ذمے میں اس کے ساتھ دغابازی
نہ کرو۔"

مذکورہ بالا تحریر سے مسلمان کی واضح اور یقینی تعریف کا موجودگی میں کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور گزشتہ تمام بزرگوں کے اقوال مستند حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین اسلام پر ہمیشہ قائم رہنے کی طاقت اور قوت عطا فرمائے اور قرآن کے ارشاد فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، پر ہمیشہ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثُمَّ آمین! یارَبَّ الْعٰلَمِیْن!

خریدار احباب توجہ فرمائیں

(۱) رسالہ الفرقان ایک تبلیغی رسالہ ہے اور اس کی ساری ذمہ داری اشاعت کی ہو یا مالی ہو محض خریدار احباب کے تعاون سے پوری ہوتی ہے۔ چند زنگ بھی کچھ امداد فرما دیتے ہیں۔ جزاهم الله خیراً۔ اس لئے خریدار احباب اپنا چندہ باقاعدہ اور پیشگی روانہ فرماتے رہیں تاکہ سلسلہ جاری رہے۔

(۲) جب کسی خریدار کا پتہ تبدیل ہو تو فوراً دفتر کو مطلع فرمائیں تاکہ انہیں رسالہ نئے پتے پر بھجوایا جا سکے۔

(۳) جوابی امور کے لئے ٹکٹ ڈاک ضرور بھجوائیں۔

(۴) رسالہ کی علم تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پندرہ تاریخ ہے اسے ضرور یاد رکھیں اور اگر رسالہ ۲۵ تاریخ تک نہ ملے تو ایک کارڈ کے ذریعہ دوبارہ منگوالیں۔

(مینیجر الفرقان)

شعورِ ذات

محترم جناب محمد سلیم صاحب سلیم شاہجہانپوری

دِل سے رضائے دوست گوارا کرے کوئی
ہر غم پہ ایک شکر کا سجدا کرے کوئی
تلخی غموں کی کاشش گوارا کرے کوئی
لیکن نہ رازِ دوست کو افشا کرے کوئی
ہر جنّتِ نظر سے کنارا کرے کوئی
لیکن وُہ سامنے ہوں تو پھر کیا کرے کوئی
بے شک شعورِ ذات ہے آئینۂ صفات
لیکن ہے شرط دیدۂ دل وا کرے کوئی
یہ گلشنِ حیات ہے گلشنِ خلیلؑ
سینے میں سوزِ عشق تو پیدا کرے کوئی
دل میں متاعِ غم نہ دُرِ اشک آنکھ میں
پھر اُس سے کس بساط پہ سودا کرے کوئی
تو اپنے دل سے نقشِ تمنّا مٹا کے دیکھ
یہ ہے وُہ آئینہ جسے دیکھا کرے کوئی
دِل میں اگر ہو ترکِ تمنّا کا حوصلہ
پھر غم نہیں جو اُن کی تمنّا کرے کوئی
جب زندگی حجابِ رُخِ یار ہو سلیم
پھر ننگِ زیست کیسے گوارا کرے کوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی شفایابی اور درازئ عمر کیلئے

منظوم دُعا

جناب چوہدری شبیر احمد صاحب
بی - اے

اے مالکِ ہر دوسرا — اے مہرباں مشکل کشا
بے تاب ہو کر ہے اُٹھا — تیری طرف دستِ دُعا
اے شافیٔ مطلق خدا — دے ناصرِ دیں کو شفا

سُن کے یہ غم افزا خبر — بیمار ہے رشکِ قمر
ہیں مضطرب قلب و جگر — تیرا ہی ہے بس آسرا
اے شافیٔ مطلق خدا — دے ناصرِ دیں کو شفا

رنجور ہیں معصوم ہیں — خطبات سے محروم ہیں
لب اپنے گو مختوم ہیں — پر دل سے اُٹھتی ہے صدا
اے شافیٔ مطلق خدا — دے ناصرِ دیں کو شفا

وہ حافظِ شیریں سخن — قرآں میں رہتا ہے مگن
جس کو یہی ہے اک لگن — غالب ہو دینِ مصطفیٰؐ
اے شافیٔ مطلق خدا — دے ناصرِ دیں کو شفا

یہ نافلہ موعود ہے — یہ دلبرِ محمودؓ ہے
اس دور کا مقصود ہے — دے اس کو عمرِ باوفا
اے شافیٔ مطلق خدا — دے ناصرِ دیں کو شفا

اے خالقِ کون و مکاں — بخشش کے بحرِ بیکراں
سُن لے دعائے بیکساں — ہر دل کی ہے یہ التجا
اے شافیٔ مطلق خدا
دے ناصرِ دیں کو شفا

★

شذرات

۱۔ نزولِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والے سب "ختمِ نبوت" کے منکر ہیں!

جناب ملک محمد جعفر خان صاحب (وزیر اقلیتی امور) لکھتے ہیں کہ:۔

"ہمیں اس امر نے ہمیشہ حیران کیا ہے کہ جس ختمِ نبوت کے عقیدہ سے انکار کی بنا پر علماء جماعت احمدیہ کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اس کی روشنی میں یہ علماء اپنی پوزیشن پر کیوں غور نہیں کرتے؟ اگر ختمِ نبوت سے یہ مراد ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا (اور ہمارے نزدیک بھی یہی مراد ہے) تو جماعت احمدیہ اور غیر احمدی علماء جو نزولِ مسیح پر ایمان رکھتے ہیں دونوں ہی ختمِ نبوت کے منکر ہیں۔ مسیح ابن مریم کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں وہ اگر ان کو رسول کریمؐ کے بعد آنا ہے تو نبی کریمؐ خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ احمدیوں کے نزدیک مسیح ابن مریمؑ کو نہیں آنا بلکہ ان کے مثیل کو آنا تھا جو مرزا صاحب کی ذات میں آگیا .... اس طرح بنیادی لحاظ سے ان دونوں فرقوں میں کوئی اختلاف نہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ایک فریق نبی کے آنے کا منتظر ہے اور دوسرے کا خیال ہے کہ یہ نبی آچکا ہے۔"

(رسالہ احمدیہ تحریک صفحہ ۱۲۹–۱۳۰ طبع کردہ سندھ ساگر اکادمی لاہور)

الفرقان: جب وہ سب لوگ جو نزولِ مسیحؑ کے قائل ہیں علماء ہوں یا غیر علماء، ختمِ نبوت کے منکر ہیں اور احمدیوں کے ہم عقیدہ ہیں تو قومی اسمبلی نے سب پر ایک "فتویٰ" کیوں نہیں لگایا؟

۲۔ "وہابیوں کو مسجدوں سے نکال کر ان پر قبضہ کر لو!"

اہلحدیث ہفت روزہ الاعتصام لاہور "مکتوب لندن" کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ:۔

"ہر سال پاکستان کے کچھ نام نہاد علماء یہاں آکر مسلمانوں میں افتراق و انتشار کا باعث بنتے ہیں اور یہاں کتاب و سنت کی تبلیغ و اشاعت کی بجائے فتویٰ بازی کے ذریعے مسلمانوں کو کافر بنا رہے اور مختلف قسم کی

بدعات و خرافات پھیلا کر دین کو بطور
کاروبار استعمال کر رہے ہیں۔ ان پیشہ ور
مولویوں نے یہاں کی فضا اس قدر خراب
کی ہوئی ہے کہ عام مسلمانوں کے لئے بعض
مساجد میں مسنون طریقے سے نماز پڑھنا
بھی مشکل کر دیا گیا ہے۔ گزشتہ دنوں پاکستان
سے دو بزرگ (احمد شاہ نورانی اور عبدالستار
نیازی) جو وہاں بلند پایہ سیاست دان
اور لیڈر ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں انہوں
نے یہاں تک کہا کہ " وہابیوں کو مسجدوں
سے نکال کر ان پر قبضہ کر لو!" اس کے بعد
برمنگھم شہر میں جہاں مسلمانوں کی بہت بڑی
آبادی ہے ایک مسجد کی تعمیر شروع ہوئی
اور مسجد کمیٹی میں ہر طبقہ کے ارکان تھے۔ مگر
جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی تو ایک گروہ نے
اپنی اکثریت اور جہالت کے بل بوتے پر
کچھ لوگوں کو یہ کہہ کر مسجد سے نکال دیا کہ
یہ وہابی ہیں۔"

(الاعتصام ۔ ۳؍اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۰)

الفرقان: عام علماء جس طرح پاکستان میں احمدیوں کو
مسجدوں سے نکال کر ان پر قبضہ کرنے کی سکیمیں بنا رہے ہیں
ان کا ایک حصہ انگلستان [illegible] وہابیوں کو مسجدوں سے نکال کر
قبضہ کرنے کے [illegible] ہے۔ [illegible]
کی [illegible]

۳۔ دینی مدارس کے علماء اور حلوہ مانڈہ

ہفت روزہ المنبر کا نامہ نگار حلفیہ بیان کرتا ہے کہ:۔

"خدا کی قسم اتنے دینی مدارس کا کوئی فائدہ
نہیں ہر سال ہزاروں لاکھوں "علماء" مدارس
سے فارغ ہوتے ہیں اور ہر ایک کی نظر محلے
کی مسجد پر ہوتی ہے لیکن خلق خدا گمراہیوں
میں ڈوبی چلی جا رہی ہے انہیں صرف مسجدوں
سے غرض ہے یا حلوے مانڈے سے۔ اپنے
فرائض سے کوتاہی پر یہ لوگ خدا کے بھی مجرم
ہیں اور خلق خدا کے بھی۔"

(المنبر لائلپور ۔ ۱۲؍ستمبر ۷۵ء)

الفرقان: خدا ترس احباب غور کریں کہ ان علماء سے کوئی خیر
کی توقع کی جا سکتی ہے؟ اور ایسے مدارس کا کیا فائدہ ہے؟

۴۔ تعلیمی نصاب کے متعلق عیسائیوں کا موقف

مسیحی ماہنامہ کلام حق گوجرانوالہ لکھتا ہے:۔

"میرا موقف یہ ہے کہ پہلی جماعت
سے لے کر ڈگری امتحانات تک ہر قسم
کے تعلیمی نصاب میں جہاں کہیں مسیحیت
اور اسلام کے واسطہ یا تعلق کا ذکر و در
بیان ہو [illegible] مواد مسیحی علماء
دین [illegible]
لکھوا یا جائے [illegible] کسی عقیدہ [illegible]
کے متعلق نظریات کا بے حق [illegible]

ہرگز تسلیم نہ کریں اور نہ حکومت یا تعلیمی
اداروں کو اجازت دیں کہ وہ اپنے عقائد
و نظریات ہم پر یا ہماری آنے والی نسلوں
پر ٹھونسیں۔"

(رسالہ کلام حق - ستمبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: عقائد میں جبر و اکراہ تو کسی صورت میں جائز نہیں لیکن یہ مطالبہ کوئی زیادہ معقول نہیں کہ مسیحیت اور اسلام کے بارے میں جملہ مواد مسیحی علماء سے لکھوایا جائے کیا مسیحی علماء اسلام کے بارے میں متعصب نہ ہوں گے؟

۵۔ منکرِ حدیث پرویز صاحب پر علماء کے فتاویٰ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور جناب مولوی احمد علی شیخ التفسیر کے حالات میں مدیر طلوع اسلام پرویز صاحب کے متعلق لکھتا ہے کہ:-

"خسرو پرویز ایرانی کا ہم نام آج اقوالِ النبیؐ کو لغو قرار دے کر اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کر رہا ہے لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ وقت کی حکومت اس کی سرپرستی کر رہی ہے اور انکارِ حدیث کے فتنے کو جنم دیا جا رہا ہے۔ شیخ نے وہاں ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا اور صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ

"یہاں بہت سی تقریریں ہوئیں لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں کہی جو میں کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ منکرِ حدیث منکرِ قرآن ہے اور منکرِ قرآن بے ایمان ہے۔"

پرویزیت کے قلعہ پر دو بڑی یہ ضرب اسی طرح پڑی کہ ہندو پاک کے علماء نے اس کے عقائد کی روشنی میں اس کے کفر کا فتویٰ دے دیا اور پہلی صدی کے پرویز کی طرح چودھویں صدی کا پرویز بھی خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو گیا۔"

(رسالہ خدام الدین لاہور - ۲۶ ستمبر ۷۵ء صفحہ ۱۸، ۱۹)

الفرقان: ایسے شخص کے متعلق جس پر "ہندو پاک کے علماء" کفر کا فتویٰ لگا چکے ہیں اور اسے منکرِ حدیث و قرآن قرار دے کر "بے ایمان" ٹھہرا چکے ہیں۔ وقت کی حکومت مسلمہ کی سرپرستی کرنا عوام کے لئے پریشانی کا باعث بن رہا ہے اسی لئے مدیر خدام الدین ناراض ہیں۔

۶۔ مسجد کو فتح کرنے والے مجاہدین کا ذکر

لائلپور کا ہفت روزہ دیوبندی اخبار لولاک لکھتا ہے کہ:-

"گزشتہ ہفتہ گوجرہ کی ایک جامع مسجد میں دیوبندی، بریلوی فساد ہو گیا کئی لوگ زخمی ہو گئے ایک شخص گولی لگنے سے شدید زخمی ہوا تاہم ہسپتال میں اس کا اپریشن کر کے گولی نکالی گئی ہے
[illegible]
[illegible]

جامع مسجد کی تعمیر اور اہتمام دیوبندی مکتب فکر کے لوگوں کا ہے۔ بریلوی فرقہ کے کچھ لوگوں نے اس مسجد کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ دوسرے محلوں سے مجاہدوں کو قبضہ کرنے کے لئے لایا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تصادم ہو گیا۔ مسجد کی توہین اور اسلام کی تذلیل ہوئی۔"

(لولاک ۔ ۱۰ اکتوبر ۷۵ء صفحہ ۲)

الفرقان: ۷ ستمبر کے "فیصلہ" کی ایک خرابی مسجدوں کے "فتح" کرنے کا ناپاک خیال ہے۔ اوپر کا بیان دیوبندی روایت ہے۔ بریلوی صاحبان کا بیان سامنے نہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسجدوں کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنایا جاتا ہے اور یہ کام کرنے والوں کو "مجاہدین" قرار دیا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مسجد کسی فرقہ والوں کی تعمیر کردہ ہو وہ خدا کا گھر ہے اور قابل احترام ہے۔

۷۔ خطبہ جمعہ سے پہلے یا بعد تقریر کرنا خلاف سنت ہے

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

" صرف خطبہ ہی اصل وعظ و تذکیر ہے اور اس کا مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ وہ ہماری زبان میں ہو اور ہماری ضروریات کا لحاظ کر کے ہر مرتبہ جدید ہو اور یہ نیا طریقہ کہ جمعہ سے پہلے یا بعد کو وعظ کیا جائے۔ یہ غلط اور خلاف سنت ہے۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين!"

(رسالہ اہلحدیث ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۵ء)

الفرقان: آج کل جو یہ طریق رائج ہے کہ خطبہ جمعہ سے پہلے یا بعد میں تقریریں کی جاتی ہیں اور خطبہ عربی کے چند کلمات میں دہرا دیا جاتا ہے جنہیں سامعین بالکل نہیں سمجھتے یہ طریق درست نہیں۔ خطبہ مسنونہ کے ساتھ اپنی زبان میں ضروریات کا ذکر ہی صحیح طریق ہے جو جماعت احمدیہ میں جاری و ساری ہے۔

۸۔ عقیدۂ نزولِ مسیحؑ کا کیا بنے گا؟

شیعہ اور سنی حضرات (باستثناء منکرین حدیث) یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح ابن مریمؑ جسمانی طور پر آسمانوں سے اتریں گے۔

چنانچہ مولانا کوثر نیازی نے بھی اپنی کتاب آئینہ تثلیث صفحہ ۱۲۹ میں شائع کیا ہے کہ:۔

"دوبارہ مسیحؑ کا نزول ہو گا۔"

اب سوال یہ ہے کہ ختم نبوت کی جو تشریح علمائے وقت نے آئین پاکستان میں محض احمدیوں کی نفی لعنت کے لئے درج کرادی ہے اس کی روشنی میں اب عقیدۂ نزول مسیحؑ کا کیا بنے گا؟

الفرقان کی توسیع اشاعت [illegible] کی اہم ذمہ داری ہے

الفِردَوس

انارکلی میں لیڈیز کپڑے کیلئے

آپ کی اپنی دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

ہر قسم کا سامانِ سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ
سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ- لاہور

کو یاد رکھیں فون نمبر ۶۴۵۰۰

اسلام کی روزافزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریکِ جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں۔ اور

غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں!

سالانہ چندہ: پانچ روپے منیجنگ ایڈیٹر

الفضل ربوہ
روزنامہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے معرکۃ الآراء خطبات، اعلانات سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ممالک میں جماعت کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔

اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

منیجر الفضل ربوہ

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، ناخونہ، ککرے، ضعف بصارت وغیرہ امراض کے لئے نہایت مفید ہے عرصہ ساٹھ سال سے استعمال ہو رہا ہے۔ خشک و تر قیمت فی شیشی: سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت اعلیٰ اور عمدہ اجزا کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد مر جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ یا لاغر رہنا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ

گولبازار۔ ربوہ

ٹیلیفون نمبر ۵۳۸

سرزمینِ قادیان کا

اوّلین دواخانہ

جسے ۱۹۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا

• قدیم • اوّلین • مشہور آفاق •

حبِّ اٹھرا جسٹرڈ

مکمل کورس: تیس روپے ۳۰/-

دوائی خاص: زنانہ امراض کا واحد علاج: ۱۲ اونس کی قیمت: دس روپے ۱۰/-

زوجام عشق: طاقت کی لاثانی دوا قیمت ساٹھ گولی۔ پچیس روپے ۲۵/-

حبِّ مفید النساء: بے قاعدگی کا بہترین علاج: دس روپے ۱۰/-

حبِّ مسان: سوکھے کی مجرب دوا: قیمت: پانچ روپے ۵/-

معین الصحت: تلی کھبن خرابی جگر اور یرقان کا علاج: دس روپے ۱۰/-

ہمارا اصول:

• صاف ستھرے اجزا • دیانتدارانہ دواسازی • عمدہ پیکنگ • غریبانہ قیمت • مخلصانہ مشورہ • اور

اسی اصول کے تحت ۱۹۱۲ء سے آپ کی خدمت کر رہا ہے

حکیم نظام جان اینڈ سنز

گولبازار — بالمقابل ایوان محمود

کوچہ الٰہی — ربوہ

شیزان
اور صحت

Monthly AL-FURQAN Rabwah
OCTOBER 1975 Regd. No. L 5708

— لا يجوز منع الاحمديين من الحج —

تصريح هام من جلالة الملك سلطان بن عبدالعزيز المرحوم

قد نشر الاستاذ عبدالماجد الدريا بادى رئيس التحرير للجريدة الاسبوعية 'صدق جديد ، التى تصدر فى لكهنؤ (الهند) فى عددها الصادر فى ٦ اغسطس ١٩٦٥ ما يلى . يقول رئيس التحرير :—

" و قد حدث فى عهد جلالة الملك المرحوم سلطان عبدالعزيز بن سعود ، والد جلالة الملك فيصل ، مثل هذا الحادث ، اذ طلب الى جلالة الملك ابن سعود علماء الحجرات طرد القاديانيين (الاحمديين) من ارض الحجاز المقدسة قائلين بأنهم ليسوا بمسلمين فاجابهم جلالة الملك قائلا هل كان القاديانيون يعتقدون بأن الحج من اركان الاسلام و هل هم يؤمنون بكون الحج فرضا عليهم ؟ عندئذ لم يكن للعلماء بد من ان يجيبوا الملك العظيم بأن القاديانيين يعتقدون بكون الحج فرضاً فقال جلالة الملك المرحوم بأنه ليس لى من حق ان امنع من الحج من كان قائلا بفرضية الحج و يعتقد بأنه ركن من اركان الاسلام "

(جريدة صدق جديد لكهنو ـ الهند ـ ٦ اغسطس ١٩٦٥)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔